# باادب کتے

# بے ادب انسان


از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ



مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان

# باادب کُتّے

# بے ادب انسان

از قلم

شیخ القرآن اُستاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان

نام کتاب

باادب کتے بے ادب انسان

از قلم

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد

1100

سن اشاعت

10 اکتوبر 2010ء

صفحات

80

ہدیہ

50 روپے

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان

# فہرست مضامین

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الحمد لله حمد الشاكرين والصلوة والسلام على امام الانبياء والمرسلين وعلىٰ آله الطيبين واصحابه الطاهرين اولياء امته الكاملين علماء امته الراسخين۔**

اما بعد! فقیر نے ادب انبیاء و اولیاء کے متعلق متعدد رسالے اور کتابیں لکھیں ہیں۔ الحمد للہ سب کی سب مقبول مطبوع القلوب ہیں۔ اکثر مطبوعہ ہیں ان میں ایک یہ رسالہ بھی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ کتا ارذل جانور سہی لیکن اسے انبیاء بالخصوص امام الانبیاء علیٰ نبینا علیہم السلام اور اہلبیت عظام' صحابہ کرام' اولیاء اللہ کا ادب ہے۔ بلکہ یہ اپنے مالک جس کا نمک کھاتا ہے اس پر اور اس کے کنبے پر بھی جان نچھاور کرتا ہے۔ اس کی مفصل داستانیں فقیر کے رسالہ ''نسبت بہ سگت'' میں پڑھیے۔ اور بعض باتیں شرح حدائق بخشش میں بھی ہیں اس رسالہ میں چند کتوں کا ادب اور محبوبانِ خدا کی تعظیم اور اپنے مالک سے وفا کے واقعات لکھے گئے ہیں۔ لیکن افسوس ہے اس انسان پر کہ اشرف المخلوق ہو کر محبوبانِ خدا کا بے ادب ہے بالخصوص وہابی' [redacted]'

**وماتوفيقى الاباالله العلى العظيم وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه الكريم وعلىٰ آله واصحابه اجمعين**

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور، پاکستان

۸ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

## مقدمہ

عرب کا مقولہ مشہور ہے۔ "الادب الاسلام کله" اسلام ادب کا نام ہے۔ جو باادب ہے وہ باایمان ہے اور جو بے ادب ہے وہ بے ایمان ہے۔ اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف "باادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب" میں پڑھئے۔

اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے محبوبوں کے ادب کے لئے بڑی تاکید فرمائی ہے اور بے ادبوں کی سزائیں اور شدید وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ فقیر اس رسالہ میں صرف دو آیات مع تفسیر و تفصیل عرض کرتا ہے۔

## ادب و تعظیم

اس کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذيرا۔ لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلا۔**

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم (وتکریم) توقیر کرو اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

**فالذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون۔**

ترجمہ: پس جو لوگ ایمان لائے ان پر (یعنی محمد ﷺ پر) اور تعظیم کی ان کی اور مدد دی ان کو اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے ان کے ساتھ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

درسِ ادب:

اللہ تعالیٰ کو تعظیم و توقیر محبوب علیہ السلام مطلوب ہے۔

(۱) آیت میں ''لتؤمنوبالله ورسوله'' کی لام تعلیلیہ ہے۔ اس کا دخول اگرچہ ایمان پر ہے لیکن ایمان کی جان تعظیم رسول ﷺ ہے۔

(۲) آیت میں تین امور مذکور ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر۔

(۳) اللہ کی عبادت (تسبیح) ان تینوں کی ترتیب پر غور فرمایئے کہ اول ایمان آخر میں عبادت درمیان میں تعظیم حبیب کا ذکر اس میں اشارہ ہے کہ بہت سے اعدائے اسلام و بدمذہب کی نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم اور حضور ﷺ سے دفع اعتراضات میں تصنیفین کر چکے لکھ کر دے چکے مگر جب کہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی اگر دل میں حضور اقدس ﷺ کی عظمت سچی ہوتی تو ضرور ایمان لاتے اور ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی سچی تعظیم نہیں کی تو عمر کی طاعت و عبادت بے کار اور مردود ہے۔

جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر عبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں۔ بلکہ ان میں بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کا ذکر سیکھتے ہیں اور ضربیں لگاتے ہیں۔ مگر تمام بے کار اور مردود صرف اسی لئے کہ ان کے دل

## مقدمہ

عرب کا مقولہ مشہور ہے۔ ''الادب الاسلام کله'' اسلام ادب کا نام ہے۔ جو باادب ہے وہ باایمان ہے اور جو بے ادب ہے وہ بے ایمان ہے۔ اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ''باادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب'' میں پڑھیے۔

اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب کریم ﷺ اور اپنے محبوبوں کے ادب کے لئے بڑی تاکید فرمائی ہے اور بے ادبوں کی سزائیں اور شدید وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ فقیر اس رسالہ میں صرف دو آیات مع تفسیر و تفصیل عرض کرتا ہے۔

## ادب و تعظیم

اس کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذيرا۔ لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلا۔**

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم (وتکریم) توقیر کرو اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

**فالذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذى انزل معه اولئك هم المفلحون۔**

ترجمہ: پس جو لوگ ایمان لائے ان پر (یعنی محمد ﷺ پر) اور تعظیم کی ان کی اور مدد دی ان کو اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے ان کے ساتھ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

درسِ ادب:

اللہ تعالیٰ کو تعظیم و توقیر محبوب علیہ السلام مطلوب ہے۔

(۱) آیت میں "لتؤمنوا بالله ورسوله" کی لام تعلیلیہ ہے۔ اس کا دخول اگرچہ ایمان پر ہے لیکن ایمان کی جان تعظیم رسول ﷺ ہے۔

(۲) آیت میں تین امور مذکور ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر۔

(۳) اللہ کی عبادت (تسبیح) ان تینوں کی ترتیب پر غور فرمائیے کہ اول ایمان آخر میں عبادت درمیان میں تعظیم حبیب کا ذکر اس میں اشارہ ہے کہ بہت سے اعدائے اسلام و بدمذہب کی نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم اور حضور ﷺ سے دفع اعتراضات میں تصنیفین کر چکے لکھ کر دے چکے مگر جب کہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی اگر دل میں حضور اقدس ﷺ کی عظمت سچی ہوتی تو ضرور ایمان لاتے اور ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی سچی تعظیم نہیں کی تو عمر کی طاعت و عبادت بے کار اور مردود ہے۔

جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر عبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں۔ بلکہ ان میں بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کا ذکر سیکھتے ہیں اور ضربیں لگاتے ہیں۔ مگر تمام بے کار اور مردود صرف اسی لئے کہ ان کے دل

میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور ادب نہ تھا انہی کے متعلق فرمایا:

**وقدمنا الیٰ ماعملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا** ۔اور جو کچھ انہوں نے عمل کیئے ہم نے سب برباد کرڈالے اور فرمایا "**عاملة ناصبة تصلیٰ نارا حامیه**" عمل کریں مشقتیں اٹھائیں۔ان کا بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بعد ایمان اپنے پیارے حبیب ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور رعایت ادب اپنی عبادت سے زیادہ محبوب ومنظور ہے اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی اور بے ادبی مبغوض وناپسند ہے۔جب تو اس آیت کریمہ میں ایمان کے بعد اپنے حبیب کی تعظیم وتوقیر حفظ ادب کا حکم فرمایا۔واللہ اعلم بالصواب

اور ارشاد فرمایا: **یایها الذین اٰمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لاتجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون۔**

اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو ان کے حضور بات چلا کر نہ ہو جیسے ایک دوسرے سے چلاتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

## ﴿محدثین کرام ومفسرین﴾

(1) الشیخ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

قولہ تعالیٰ (**لاترفعوا اصواتکم**) **اٰیات فیها من خصائص**

النبی ﷺ تحریم رفع الصوت علیه والجهرله بالقول وفسره مجاهد بندائه باسم اخرجه ابن حاتم وندائه من ورآء الحجرات واستدل به العلماء على المنع من رفع الصوت بحضرة قبره وعندقرأت حديثه لان حرمة ميتا كحرمته حيا۔ (الاکلیل، صفحہ ۱۹۶، مطبوعہ مصر)

اللہ تعالیٰ کا قول: (لاترفعوا اصواتکم) ان آیات میں حضور ﷺ کے بعض خصائص کا ذکر ہے کہ حضور پہ آواز بلند کرنا حرام ہے اور حضور ﷺ سے چلا کر بولنا بھی حرام ہے۔

امام مجاہد نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ حضور ﷺ کو نام لے کر پکارنا جیسے (یا محمد، یا احمد) منع ہے۔ (ابن ابی حاتم) اور باہر سے بھی پکارنا منع ہے۔ علماء کرام نے اس سے استدلال کیا کہ حضور ﷺ کے مزار کے قریب آواز بلند کرنا حرام ہے۔ اس لیے کہ آپ کی زندگی اور موت کا کوئی فرق نہیں آپ کا اب بھی اسی طرح ادب ضروری ہے جیسے ظاہری زندگی میں۔

فائدہ: لیکن یہ سبق اس کو فائدہ دے گا جو اپنے نبی کریم ﷺ کو زندہ مانتا ہے۔ اور جو مر کر مٹی میں مل گیا کی رٹ لگاتا ہے اسے اس سے کیا فائدہ۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲) حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(ذكره بعضهم رفع الصوت عند قبره عليه السلام

**لانہ حی فی قبرہ (وقال) ذکرہ بعضھم رفع الصوت فی مجالس الفقھاء، تشریفا لھم اذھم ورثتہ الانبیاء)**

حضور ﷺ کے مزار پاک کے قریب آواز بلند کرنے کو علماء کرام نے مکروہ فرمایا اس لئے کہ حضور مزار مبارک میں زندہ ہیں اور بعض علماء نے مجلس فقہاء میں رفع صوت کو مکرہ فرمایا ان کی عزت کے لئے کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔

فائدہ: صرف ان دو تفسیروں پر اکتفاء کیا گیا ہے تاکہ طوالت نہ ہو۔

**آداب:**

(۱) آیت میں نہ صرف حضور ﷺ کی ذات کے ادب کی تاکید ہے۔ بلکہ آپ سے معمولی سی نسبت کے متعلق بھی وہی ادب ہے۔ جو آپ کی ذات کا مثلاً۔ مدینہ شریف آپ کے شہر کا نام ہے۔

علماء کرام نے اس شہر کے علیحدہ علیحدہ آداب پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ مدینہ پاک کی مٹی کو ردی کہنے والے کے لئے قتل کا حکم صادر فرمایا ہے۔

(۲) نبوت کی نزاکت کو سمجھئے کہ محض آواز اونچا کرنے پر بڑی سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ یعنی حبطِ اعمال اور قرآن میں جہاں بھی حبطِ اعمال آیا ہے مرتدین کے متعلق ہے۔ چنانچہ فقیر اویسی غفرلہ نے وہ تمام آیات مراۃ الدلائل میں جمع کر دی ہیں۔ چند ایک ملاحظہ ہوں۔

## ﴿آیات حبطِ اعمال﴾

| نمبر شمار | آیات مبارک | پارہ | سورۃ | رکوع |
|---|---|---|---|---|
| (۱) | فاولئك حبطت اعمالهم فى الدنياوالاخرة | | البقرہ | ۲ |
| (۲) | اولئك الذين حبطت اعمالهم فى الدنيا والاخرة ومالهم من الناصرين | ۲۲ | آل عمران | ۳ |
| (۳) | فقد حبط عمله وهو فى الاخرة من الخاسرين | ۵ | المائدہ | ۵ |
| (۴) | حبطت اعمالهم فاصبحوا خاسرين | ۵۳ | المائدہ | ۵ |
| (۵) | والذين كذبوا بآيتنا ولقاء الاخرة حبطت اعمالهم هل يجزون الاما كانوا يعملون | ۵۳ | الاعراف | ۷ |
| (۶) | ولواشركوالحبط عنهم ماكانوايملون | ۸۸ | الانعام | ۶ |
| (۷) | اولئك حبطت اعمالهم وفى النار هم خالدون | ۱۷ | التوبہ | ۹ |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| (۸) | اولئك حبطت اعمالهم فی الدنيا والاخرة اولئك هم الخاسرون | ۶۹ | التوبہ | ۹ |
| (۹) | وحبط ماصنعوافيها وباطل ماكانوايعملون | ۱۶ | ہود | ۱۱ |

(۳) معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ادنی گستاخی بھی دین سے ہاتھ دھونا ہے۔

(۴) گستاخی بے ادبی کے لئے عمداً خطاء کا اعتبار نہیں اس لئے کہ واقعہ ہذا میں ان کا آواز بلند کرنا بلا قصد تھا۔ لیکن پھر بھی اسے کفر وارتداد قرار دیا گیا۔

(۵) واقعہ میں بعد الانبیاء بزرگ ترین شخصیات کا بیان ہے جب کہ ان کی ایک نیکی کے برابر کونین کی نیکیاں نہیں ہوسکتیں۔ جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس سوال پر کہ ستاروں کے برابر کس کی نیکی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو بی بی کو ملال حزن ہوا کہ ان کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کا کیا حال ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غار کی راتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

اور سبع سنابل' (صفحہ نمبر ۲۹) میں ہے کہ حضور سرور دوعالم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ عمر کے فضائل بیان کرو۔ عرض کی یارسول اللہ! اگر میں نوح علیہ السلام کی عمر لے کر آپ کے روبرو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنا چاہوں تو پورے نہ بتاسکوں گا۔ اس کے بعد مصنف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مگر ان

تمام فضائل کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی ہیں۔

انتباہ: اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے بہت بڑی وعید ہے جب کہ ان سے وہ بے ادبی عمداً نہیں بلکہ رواجاً ہے کہ مجلس نشینوں سے ایک دوسرے پر آواز بلند ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ واحد القہار کے ہاں یہ عذر نا مسموع اور تاویل غیر مطبوع ہے۔ لیکن دور حاضرہ میں قدآور اور جگر خراش گستاخیاں لکھی پڑھی جارہی ہیں۔ جنہیں ناظرین وقارئین! اس لیے برداشت کر لیتے ہیں کہ چونکہ لکھنے والے بیان کرنے والے بڑی محبب ومقبب اور پھر شیخ العالم قطب العالم حکیم الامت اور شیخ الاسلام اور مفکر اسلام قسم کے لوگ ہیں۔ فلہٰذا صحیح ہوگا وغیرہ۔ اسی لئے چونکہ چنانچہ کہہ کر ہم غریبوں کو ٹال دیتے ہیں۔ دھمکا ڈر دیا جاتا ہے۔ لیکن وقت گزرنے پر ان شاء اللہ بات واضح ہو جائے گی کہ وہ جب اپنے محبوب مرغوب مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی بے ادبی اور کلمات از خیر البشر بعد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سننا گوارہ نہیں کرتا تو پھر یہ ملوانے کس قطار کے ہیں۔

لطیفہ: آیت ہذا سے بعض جہال استدلال کرتے ہیں کہ اہلسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر مانتے ہیں تو پھر زور سے کیوں بولتے ہیں ان کو چاہیے کہ ہر وقت آہستہ بولیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس آیت کے حکم سے اہلسنت اذان اور تقاریر وغیرہ میں الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کے ساتھ نہ پڑھیں۔ وغیرہ

**فقیر اویسی غفرلہ:**

اس کے مفصل جوابات تو فقیر نے اپنی کتاب حاضر وناظر میں لکھے ہیں

سردست اتنا عرض کرتا ہوں کہ اہلِ علم کے نزدیک مذکورہ بالکل کوئی اعتراض نہیں کہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہاں پر (فوق صوت النبی) نبی کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے کا حکم ہے جو ہمارے پروگراموں کے منافی نہیں ہاں فوق النبی ہوتا تو اعتراض بجا تھا۔ دوسرا یہ کہ ہمارا حاضر وناظر ماننا ہر جگہ جسمانیت کے لحاظ سے ہیں اور پھر یہ حکم حضور کے جسمانی حکم کے ساتھ خاص ہے۔

چونکہ ہم اہلسنت اپنے نبی علیہ السلام کو حیات جسمانی حقیقی سے متصف مانتے ہیں اسی لئے اب بھی روضہ اقدس کے سامنے آہستہ بولتے ہیں۔ بخلاف منکرین حیاۃ النبی کے کہ وہاں چل کر دیکھئے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیسے چیختے چلاتے شور مچاتے ہیں۔ باوجودیکہ جالی مبارک کے اوپر یہی آیت مبارکہ ترکوں کے دور سے جلی قلم کے ساتھ نمایاں لکھی ہوئی ہے۔

نوٹ: اس قسم کی مزید تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''بے ادب بے نصیب'' میں لکھ دی ہے۔

انتباہ: بے ادبوں سے پرہیز بلکہ ان پر زجر و توبیخ کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے اور اجرِ عظیم کی نوید سنائی ہے۔ چنانچہ فرمایا: **لاتجد قوم یومنون باالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولوکانوا آباء هم اوابناء هم اوخوانهم اوعشیرتهم اولئك کتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه ویدخلهم جنت تجری من تحتها الانهر خالدین فیها رضی الله عنهم ورضوا عنه**

## اولئك حزب الله الاان حزب الله هم المفلحون۔

ترجمہ: تو نہ پائے گا ان میں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر ان کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے۔ جنہوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی' چاہے وہ ان کی باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔

**درس ادب:**

(۱) اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا گیا جو اللہ عزوجل' یا رسول اللہ ﷺ کی جناب میں گستاخی کرے وہ مسلمان رہتا ہی نہیں خواہ وہ اپنے آپ کو کتنا ہی بڑا مسلمان' عالم' حافظ' حاجی سمجھے۔

(۲) آیت میں ارشاد فرمایا کہ باپ بیٹے بھائی عزیز سب کچھ یعنی کیسا ہی مکرم ومعظم یا کیسا ہی بالطبع محبوب ہو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھی جاسکتی خواہ اس محبت کرنے میں کتنا ہی فائدہ اور نہ کرنے میں کتنا ہی دنیوی نقصان ہوتا ہو۔

آیت پر عمل کرنے سے مندرجہ ذیل فوائد نصیب ہوں گے۔

**فوائد:**

(۱) اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا۔ جس میں ان شاء اللہ

حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ کیونکہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(۳) تمہیں ہمیشگی کی جنت میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں۔

(۴) تم خدا تعالیٰ کے گروہ کہلاؤ گے یعنی خدا والے ہو کر آؤ گے۔

(۵) منہ مانگی مرادیں پاؤ گے۔

(۶) سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

(۷) تم اللہ سے راضی اللہ تم سے راضی۔

**نتیجہ:** بندے کیلئے اس سے زیادہ کیا نعمت ہو کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

**انتباہ:** مسلمانو! خدا لگتی کہنا کہ اگر کروڑوں جانیں آدمی رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کردے کہ وہ اللہ کو مفت پائے پھر زید و عمر سے علاقہ تنظیم و محبت سے یک لخت ختم کر دینا کتنی بڑی بات ہے جس پر اللہ تعالیٰ ان سے بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو نعمتوں کے لالچ میں نہ آئے۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

آیت کے نزول کے مصداق اول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اس آیت پر کس طرح عمل کیا ملاحظہ ہو۔

(۱) عبیدہ بن جراح نے جنگ احد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا۔

(۲) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو طلب کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔

(۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روز بدر قتل کیا۔

(۴) حضرت علی ابن ابی طالب حمزہ اور ابو عبیدہ نے ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتے دار تھے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔

فائدہ: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو روکنے اور دوسروں کو نہ روکنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مافی الغد کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کو علم تھا مارے جانے والے اپنے کفر سے باز نہ آئیں گے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ مسلمان ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں اور بد مذہبوں اور خدا اور رسول کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے مودت اور اختلاط جائز نہیں۔ اگرچہ آج کل یہ بات عوام بلکہ خواص کو سخت گزرتی ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ بد مذاہب سے تعلق اور وابستگی ایمان کے انجام کے لئے سخت مضر ہے کسی نے خوب فرمایا:

دور شو از یار بد　　　یار بد بدتر بود از مار بد

## اسلاف رحمہم اللہ کے کارنامے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے بہت بڑے عالم وقت کا سلام عرض کیا' آپ نے فرمایا اس کے منہ پر مارو مجھے اس کا سلام قبول نہیں ہے اس لئے کہ وہ قدری (بدمذہب) ہے۔

ایک محدث کا ذکر ہے کہ بوقتِ موت رو رہے تھے۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے ایک دن ایک بدمذہب کو سلام کا جواب دیا تھا مجھے خطرہ ہے کہ اس نحوست سے عذاب میں گرفتار نہ کیا جاؤں۔

☆ کتا بھونکنے والا جانور ہے اور بھونکنا اس کی سرشت میں داخل ہے کتے کی بھونک بعض اوقات اتنی کرخت اور اتنی شدید ہوتی ہے کہ بڑے بڑوں کا پتا پانی ہو جاتا ہے۔

☆ کتا بڑا ضدی اور لالچی ہوتا ہے اس کی ضد اور ہٹ دھرمی ضرب المثل ہے۔

☆ اردو میں کئی محاورے اس ذات ذلیل سے منسوب ہیں۔ مثلاً کتا کتے کا بیری' کتے کی دُم ٹیڑھی۔

## کتے کی نیک خصلتیں

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتے میں دس نیک عادات ہوتی ہیں۔ اہلِ ایمان پر واجب ہے کہ وہ بھی ان عادات کو اپنائیں۔

(۱) رات کو بہت تھوڑا سوتا ہے یہی عشاق کی خصلت ہے۔

(۲) جب مرتا ہے تو اس کی کوئی میراث نہیں ہوتی یہی زاہدین کا طریقہ ہے۔

(۳) اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے اسے مارے یا اس پر ظلم کرتے تب بھی اس

کا تعلق نہیں توڑتا یہی سچے مریدین کا طریقہ ہے۔

(۴) جہاں جگہ مل جائے گزارا کر لیتا ہے یہی تواضع گزیں کی عادت ہے۔

(۵) اگرچہ کسی جگہ پر قبضہ کر سکتا ہے تب بھی اسے چھوڑ کر دوسری جگہ قبول کر لیتا ہے۔ یہی راضی برضا اللہ لوگوں کا کام ہے۔

(۶) اسے مار بھگاؤ لیکن تھوڑا سا روٹی کا ٹکڑا دکھاؤ واپس آجاتا ہے اسے مار بھگانے سے کینہ اور بغض نہیں ہوتا یہ خاشعین کا طریقہ ہے۔

(۷) جب کھانا لایا جاتا ہے تو آرام سے بیٹھ کر اسے دیکھتا رہتا ہے چھیننے کی جرأت بہت کم کرتا ہے یہی مسکینوں کا کام ہے۔

(۸) جب جگہ کو چھوڑ کر چلا جائے اس کے لئے واپس لوٹنے کا نام نہیں لیتا یہی محزون لوگوں کا طریقہ ہے۔ (کذا فی روض الریاحین امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: کتے کی تمام خصلتیں اچھی لیکن اس میں ادب کا پہلو نمایاں ہے۔ اسی لئے اس رسالہ میں موضوع بحث بنایا جا رہا ہے۔

## کتا اسلام کی نظر میں:

اسلامی معاشرہ میں کتا منہ نہیں لگایا جاتا اور نہ ہی اس کی طرف پیار و محبت کی پینگیں بڑھائی جاتی ہیں۔ بلکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جہاں آوارہ کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اک مرتبہ وحی رک گئی جبرئیل علیہ السلام سے نبی پاک ﷺ نے وجہ پوچھی تو عرض کی کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا بچہ پڑا ہے۔ اسے باہر پھینکا گیا (اتقان) سوائے نگرانی اور شکار کے کسی کتے کو گھر میں رکھنے کی اجازت نہیں۔

یہاں صرف کتے کے متعلق ادب کا بیان مطلوب ہے۔اسی لئے مزید تفصیل کتب فقہ میں پڑھنی چاہیے۔

## کتا انگریزوں اور ان کے ہمنواؤں کی نظر میں

کتے کو مغرب میں خاص پزیرائی ملتی ہے اہل مغرب اس سے بے پناہ محبت کرتے ہیں چاہت اور محبت کے نذرانے پیش کرتے ہیں وہ اس کے بہت قدردان ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کے خواجہ سگ پرست کے ماننے والے کثیر تعداد میں رہتے ہیں جو کتے کی محبت میں باولے ہو گئے ہیں۔انگریز لوگ کتے کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے ہیں۔بلکہ اپنے ساتھ نرم وگداز بستر پر بھی لٹاتے ہیں۔اس کا منہ چاٹنا' اسے گود میں بٹھانا' اس سے چونچلے کرنا' لاڈو پیار کرنا ان کے نزدیک سب جائز ہے۔ مغرب کا کتا نصیبوں والا ہے کہ گوروں کے ساتھ کار میں بیٹھ کر سیر وتفریح سے لطف اندوز ہوتا ہے۔افسوس انگریزوں کی تقلید میں بعض مسلمان بھی کتے پر جان نچھاور کرتے اور اس سے اس طرح برتاؤ کرتے ہیں جیسے انگریز کرتے ہیں بلکہ یہ ان سے دو گز آگے ہیں۔ ہمارا ایک جانا پہچانا طبقہ کتے کو اپنی زندگی کی بنیادی ضرورت سمجھتا ہے اور اسے ہر وہ سہولت بہم پہچانا ہے۔جس کا انسان عمومی زندگی میں تصور بھی نہیں کر سکتا پہلے یہ لوگ انگریزوں کے کتے نہلاتے تھے آزادی کے بعد اس شعبہ میں اب نہ صرف خود کفیل ہیں۔بلکہ سرکاری سرپرستی میں ڈاک شو منعقد کرانے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔جس میں ان کی بیگمات کا عمل دخل اور ہاتھ نظر آتا ہے۔

ممتاز سیاست دانوں اور وڈیروں کے اندرونی معاملات میں کتے کی مداخلت

ڈھکی چھپی بات نہیں رہی ایک سابق وزیراعظم اپنی پریس کانفرنسوں میں اپنے ذاتی کتے کو (VIP) سیٹ پر بٹھاتے تھے۔اور پریس کو یہ باور کراتے کہ جمہوری نظام کے استحکام کے لئے کتے کا وجود بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔سب کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلامی ملک پاکستان کی ایک مشہور لیڈر کی دنیا سے رخصتی کے وقت کتا ہی اس کا رفیق تھا وفات کے بعد دروازہ توڑ کر جب اس کا جسد خاکی نکالا گیا تو سب سے پہلے کتا باہر آیا۔

ایک مرتبہ پاکستان میں کسی سیاسی شخصیت (نام یاد نہیں) کا کتا مر گیا۔اس نے اپنے بنگلہ کے سبزہ زار میں اسے دفن کیا اور اس کی قبر پر سنگ مرمر کا تعویز بنوادیا۔ کتے کی وفاداری کی مثال دی جاتی ہے اور اس کی مکاری وعیاری دغا جھوٹ اور فریب کا مظاہرہ آج کل ایوان نمائندگان میں دیکھے جاسکتے ہیں۔جہاں اس کے یارو دوست اور سجن بیلی لب کشا ہوتے ہیں تو ہمیں حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی یاد آجاتے ہیں جو ساتویں صدی میں کہہ گئے تھے۔

جمال ہم نشیں در من اثر کرد ☆ ورنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

پاکستان میں عام لوگوں کے ہاں نہ سہی۔امیروں وڈیروں اور جاگیروں کے ہاں اس "انٹرنیشنل جانور" کو کافی پذیرائی ملتی ہے اس کی صحت اور علاج معالجہ کا خاص خیال رکھا جاتا ہے روشنیوں کے شہر کراچی میں تو ڈیفنس سوسائٹی کے علاقے میں امیر لوگوں کے کتوں کے علاج معالجے کے لئے ائیر کنڈیشنڈ ہسپتال بھی موجود ہے۔جہاں کتے کے چیک اپ کے =/100 روپے فیس لی جاتی ہے اور آپریشن

کی فیس =/2000 مقرر ہے' علاوہ ازیں کتوں کے دل بہلاوے کے لئے انہیں ٹافیاں بھی کھلائی جاتی ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا!

ہمیں شکر نہیں ملتی انہیں ٹافی میسر ہے
یہ اپنی کم نصیبی ہے وہ کتوں کا مقدر ہے

ہاں کتے میں وفا کی خصوصی عادت ہے:

کتے کے بارے میں انگریز کے ریمارکس یہ ہیں کہ The dog is a faithfull animal یعنی کتا ایک وفادار جانور ہے بلاشبہ کتے کی وفاداری کے قصے بہت مشہور ہیں۔

اسی لئے اپنے گھر کی دربانی اور چوکیداری کا اہم فریضہ کتے سے لیتے ہیں یورپ میں تو اس سے جاسوسی اور تلاشی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ اب یہی کام پاکستانیوں نے بھی شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ کتا غلطی کر جائے تو دوسرے کا مال کھانے کا وبال قیامت میں سخت تر ہوگا۔

**وما علینا الا البلاغ**

## باادب کتا:

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں باادب بھی ہیں اور بے ادب بھی۔ فقیر نے حتی الوسع ہر گروہ کے لئے علیحدہ علیحدہ تصنیف لکھی ہے۔ یہاں صرف کتے کے بارے میں گذارش کروں گا۔

سب کو معلوم ہے کہ کتا اک رذیل ترین جانور ہے اور اس کے اندر بے شمار برائیاں سہی لیکن باادب ہے۔ یہاں تک کہ جس کا نمک کھاتا ہے اس کا تو فدائی ہے بلکہ اس کے جملہ عزیزوں سے پیار کرتا ہے۔ جب کسی کو اپنے مالک کا مہمان دیکھتا ہے اس کا بھی ادب کرتا ہے۔ بلکہ اس کی نظروں میں وہ بھی معزز ہے جو لوگوں کی نظروں میں معزز و مکرم ہے خواہ دینی محترم شخصیت یا دنیوی اور اگر اس سے خطرہ ہو تو اس کے آگے ہڈی ڈال دو تو بھی ایذا نہیں پہونچاتا۔

## فقیر اویسی غفرلہ کا مشاہدہ:

طالب علمی میں فقیر کو روٹیاں لانے پر استاذ محترم رحمۃ اللہ علیہ نے ذمہ لگایا اس بستی میں ایک خونخوار کتا تھا جو ہمیشہ بندھا رہتا۔ سونے کے بعد اسے چھوڑ دیا جاتا تاکہ چوروں وغیرہ سے حفاظت رہے۔ ایک رات نامعلوم اول شب کو اسے باندھنا بھول گئے۔ فقیر روٹیاں لینے گیا تو وہ کتا خونخوار میری طرف دوڑا۔ فقیر نے جمع شدہ روٹیاں اس کے سامنے پھینک دیں وہ مجھ کو چھوڑ کر روٹیوں میں مصروف ہو گیا۔

کتا بہر حال جیسا بھی ہو باادب ہے۔ کتے کی دو اقسام ہیں:

(۱) اہلی۔ (۲) سلوقی۔ یہ سلوق کی طرف منسوب ہوتا ہے سلوق یمن کا ایک شہر ہے۔

سلوقی کتے بہت شرارتی ہوتے ہیں ان کی طبع میں شرارت بھرپور ہوتی ہے اور معاملات میں بھی بہت گندے ہوتے ہیں اس شہر کے کتے بہت قد والے ہوتے ہیں ان کے ذریعے لوگ شکار کھیلتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کتا اہلی ہو یا سلوقی ہر دونوں کی

طبع میں شرارت کا مادہ ہوتا ہے کسی میں زیادہ کسی میں کم۔

کتے کو احتلام ہوتا ہے اور ان کی مادہ کو حیض آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتا امین خیانتی دوست سے بہتر ہے۔

(روح البیان)

نوٹ: کتے کے متعلق مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''جانوروں کی دنیا'' میں پڑھیئے۔

## باادب کتے:

اس موضوع میں سب سے اولیت سگِ اصحابِ کہف کو ہے جس کے ادب کو خود خداوند قدوس نے قرآن مجید میں بیان فرمایا: **وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید**۔ ترجمہ اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

(کنزالایمان)

اس کی تفسیر میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت کا کتے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ذکر عزت سے قرآن میں آیا اور اس کے نام کے وظیفے پڑھے جانے لگے تو جس انسان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہو اس کا کیا پوچھنا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادت سے بڑھ کر اچھی صحبت اختیار کرنا ہے کہ اس کا فائدہ انسانون پر محدود نہیں۔ چونکہ اس کتے کا ذکر اصحابِ کہف کے ساتھ ہے ان کا تعارف ملاحظہ ہو۔

## تعارف اصحاب کہف:

مروی ہے کہ دقیانوس نے جب روم کے ممالک پر قبضہ کیا تو اس نے یہاں پر

اپنے معبودانِ باطلہ کے لئے ایک مذبح تیار کیا اور شہر والوں کو حکم فرمایا کہ اس کے معبودوں کی پرستش کریں جو شخص اس کے حکم پر بتوں کی پرستش کرتا نجات پا جاتا اور جو انکار کرتا اسے قتل کرا دیتا۔ اسی شہر کے چھ بزرگ زادے نوجوان گوشہ تنہائی میں بیٹھے خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور ہر وقت بارگاہ حق میں ایسے ظالم بادشاہ کی شرارت سے پناہ مانگتے تھے۔ لیکن جب ان کا معاملہ بادشاہ تک پہنچا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور سختی سے غیر اللہ کی پرستش پر مجبور کیا۔ لیکن یہ حضرات توحید حق پر ڈٹ گئے بادشاہ کے غلط حکم کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کا تمام مال و متاع چھین لیا جائے اور انہیں کہا کہ تم نوجوان ہو ابھی تم دنیا سے نفع اندوز نہیں ہوئے مجھے تمہارے حال پر رحم آتا ہے میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں تم اپنے متعلق سوچ لو میرا حکم مانو گے تو زندگی آرام سے بسر ہوگی ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ انہوں نے ان تینوں دنوں کو غنیمت سمجھا بادشاہ سے مہلت پا کر وہاں سے بھاگ نکلے اور بقدر ضرورت زادِ راہ اپنے اپنے گھروں سے اٹھا کر رختِ سفر باندھ کر شہر کے کسی نزدیکی غار میں چھپ گئے۔

(مزید تفصیل کے رسالہ "اصحابِ کہف" میں ہے)

## سگِ اصحابِ کہف:

مروی ہے کہ جب رختِ سفر باندھ کر روانہ ہوئے تو راستہ میں چرواہا ملا اس نے بھی ان کی رفاقت اختیار کی، چرواہے کا ایک کتا تھا وہ بھی ان کے پیچھے ہو لیا ہر چند اسے بھگایا اس نے ان کا دامن نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ نے اسے بولنے کی طاقت بخشی

اور ان سے گویا ہوا کہ بزرگو! مجھے اللہ والوں سے پیار اور عقیدت ہے۔ فلہٰذا مجھے بھی ساتھ لے چلو بلکہ جہاں تم آرام فرماؤ گے میں تمہاری نگرانی کرتا رہوں گا۔ چرواہے نے کہا اس پہاڑ میں ایک غار ہے جو ہمارے مقصد کے لئے موزوں ہے۔ چنانچہ چرواہے کے مشورے پر اسی غار میں پہنچے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا (پارہ ۱۵) میں تفصیل ہے۔

فائدہ: حیٰوۃ الحیوان (دمیری) میں لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کی رائے یہی ہے کہ اصحابِ کہف کا کتا انہی کتوں کی جنس سے تھا۔ لیکن ابن جریج سے مروی ہے کہ وہ شیر تھا اس لئے کہ عرب والے شیر کو بھی کلب کہتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے عتبہ بن ابی لہب کے بیٹے کے لئے دعا میں فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما۔ آپ کی دعا مستجاب ہوء کہ عتبہ کو شیر نے پھاڑ کھایا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''نبی کی ہر دعا مستجاب''۔

## اصحابِ کہف مصطفیٰ کریم ﷺ کی غلامی میں اور کتے کا ادب

امام ثعلبی کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ اصحابِ کہف کی ملاقات کا حضور سرورِ عالم ﷺ کو خیال ہوا آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے عرض کی کہ آپ انہیں اس عالم دنیا میں نہیں دیکھیں گے۔ البتہ آپ اپنے پسندیدہ اصحاب کو بھیج کر اپنی دعوتِ اسلام سے انہیں نواز سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اپنے اصحاب کو ان کے ہاں کس طرح اور کیوں کر بھیجوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ

آپ اپنی چادر مبارک بچھایئے اور صدیق وفاروق اور علی المرتضیٰ اور ابوالدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو فرمایئے تاکہ وہ ہر ایک اس کے ایک کونہ پر بیٹھ جائیں اور ہوا کو حکم فرمائیں تاکہ وہ انہیں اڑا کر غار تک پہنچا دے اور ہوا آپ کی فرمانبردار ہے جیسے تختِ سلیمانی کو اڑا کر چلتی تھی۔ آپ کے غلاموں کو بھی لے جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اڑا کر غار تک لے گئی۔ انہوں نے غار سے ایک پتھر ہٹایا تو کتے نے جوں ہی روشنی دیکھی اول تو شور مچاتے ہوئے حملہ آور ہونے کی کوشش کی اس کے بعد جب صحابہ کرام کی شخصیت پر نگاہ ڈالی تو دم ہلا کر اصحابِ کو وہاں جانے کا اشارہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اصحاب کہف کے قریب ہوئے اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی ارواح کو ان کے اجسام میں واپس لوٹایا تو انہوں نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ حضرت کو سلام بھیجا ہے اور اسلام کی دعوت بھی۔ ان حضرات نے دعوتِ اسلام قبول کی اور عرض کی ہمارا بھی بارگاہِ رسالت میں سلام عرض کر دینا۔ یہ کہہ کر پھر آرام گاہ میں چلے گئے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے ہوں گے کے ظہور کے وقت زندہ ہوں گے اور امام مہدی پر سلام کہیں گے وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے اس کے بعد بدستور آرام گاہ میں آرام فرمائیں گے اور قیامت میں ہی اٹھیں گے۔ (روح البیان وحیوۃ الحیوان للدمیری رحمۃ اللہ علیہ)

## درس ادب اور فوائد:

(۱) کتے کے ادب پر غور ہو کہ اس نے کیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب بجالایا۔ اس سے خود سمجھ لیں جو صحابہ کرام اور اولیائے عظام کا بے ادب وہ کتے سے بدتر ہوا یا نہ ہوا۔

حیوۃ الحیوان میں ہے کہ اس کتے کی اس عادت سے تمام کتوں میں یہ عادت سرایت کرگئی ہے کہ وہ معظم شخصیات کا ادب کرتے ہیں۔

(۲) محبوبان خدا کی ملاقات کا شوق سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۳) اصحاب کہف بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور غلام ہیں۔

(۴) اولیاء اللہ اپنے مزارات میں زندہ ہیں۔

(۵) ہوا بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے۔

(۶) حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی پروقار شخصیت سے آ کر ملیں گے تو اللہ والوں کو مزارات میں دنیوی امور کا علم ہے۔

(۷) اولیاء اللہ مرنے کے بعد زندہ ہو سکتے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "کرامات اولیاء" میں۔

## سگ اور اصحاب کہف کی برکات

اصحاب کہف کا کتا بھی برکات لے گیا اور بنی اسرائیل کے بناء میں اصحاب کہف ہیں ان کی مندرجہ ذیل برکات ہیں۔ تاحال ثابت چنانچہ تفسیر نیشاپوری، تفسیر جمل علی

الجلالین اور بہاری اور روح البیان وغیرہ میں سورۃ کہف زیر آیت "**مانعلمھم الا قلیل**" لکھا کہ اصحاب کہف کے نام اتنی جگہ کام آتے ہیں۔

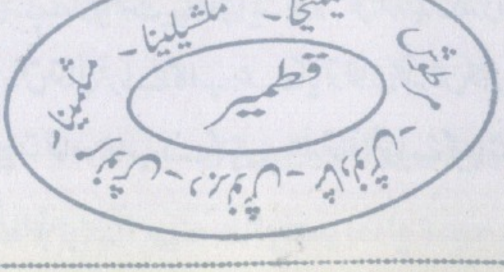
(۱) گمی چیز تلاش کرنا ۔(۲) جنگ کے وقت ۔(۳) بھاگتے وقت ۔ (۴) آگ بجھانے کے لئے ایک کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دو ۔(۵) بچہ کے رونے کے وقت لکھ کر گہوارے میں بچہ کے سر کے نیچے رکھ دیئے جائیں اور (۶) کھیتی کے لئے اگر کسی کاغذ پر لکھ کر لکڑی میں لگا کر درمیان کھیت میں کھڑی کر دی جائے ۔(۷) اور بخار ۔(۸) سر درد کے لئے ۔(۹) حاکم کے پاس جانے کے وقت سیدھی ران پر باندھے ۔(۱۰) جب بچہ پیدا ہونے میں دشواری ہو رہی ہو تو عورت کی بائیں ران پر لکھ کر باندھے ۔(۱۱) مال کی حفاظت کے لئے ۔ (۱۲) دریا میں سوار ہوتے وقت اور قتل سے بچنے کے لئے۔

(ازالحرف الحسنی وتفسیر خزائن العرفان وجمل)

**عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف سات ہیں:**

(1) یملیخا (2) مکشلینا (3) مثلمینا (4) مرنوش (5) دبرنوش (6) شاذنوش (7) مرطوش ۔ اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا۔ اور جب کوئی تعویز لکھنا پڑے یوں لکھئے۔

**تعویز یہ ہے:**



ان کے نام کی برکت سے مصیبت رفع ہوتی ہے۔ جلی ہوئی آگ بجھتی ہے۔ گھبرایا ہوا دل قرار پاتا ہے۔ قرآن میں ہے۔ "الا بذکر الله تطمئن القلوب" اللہ کے ذکر سے دل چین میں آتا ہے۔ شفاء شریف وغیرہ میں ذکر اللہ سے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام مراد لئے گئے ہیں اور ہمارے دور کے معتزلہ اپنے نبی ﷺ کی امت کے اولیاء کے کمالات وکرامات کے منکر ہیں۔ بنی اسرائیل کے اولیاء کے کمالات کے قائل ہیں یہ ان کے شوم بختی اور بدقسمتی کی دلیل ہے۔

ہم اہلسنت خوش بخت ہیں کہ اللہ والوں کے فیوض وکمالات کے قائل اور ان سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور ان شاء اللہ اللہ والوں کے ساتھ اس عقیدت اور محبت کا بہترین ثمر ہمیں نصیب ہوگا۔ جیسا کہ جانے والے لوگوں کے حالات بتاتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان کے ہاں عمل کی پونجی اگرچہ نہ تھی لیکن اللہ والے سے معمولی سی نسبت یا کوئی تعلق تھا تو اللہ نے اس نسبت وتعلق کو دیکھ کر معاف فرمادیا۔ ہزاروں واقعات سے چند ایک یہاں پر حوالہ قلم ہیں۔

## اولیاء اللہ کے تعارف سے بخشش

حضرت مولانا جامی قدس سرہ نفحات الانس صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ قیامت کے دن ایک بندہ مفلسی اور بدکرداری کے سبب ناامید ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا اب بندے کیا تو فلاں محلہ میں فلاں دانشمند یا فلاں عارف کو پہچانتا تھا وہ جواب دے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا میں نے تجھے اس کے طفیل بخش دیا۔

**فوائد:** (۱) اولیاء اللہ کو صرف جاننا بھی موجب نجات ہے خواہ وہ اولیاء اللہ جانتے ہوں یا نہ۔

(۲) جب محض جاننا موجب نجات ہو تو پھر ان سے تعلق ونسبت اور محبت وعقیدت کا کیا حال ہوگا۔

شیخ عطار قدس سرہ نے فرمایا:

حب درویشاں کلید جنت است
اعدائے ایشاں لائق دوزخ است

(۳) سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں اور دیگر بزرگوں کے اعراس اور ان کے مزارات کی حاضری اور پھر ان کے سلاسل کے بزرگوں کے اسماء سلسلہ وار منظوم ومنثور کے طور پر پڑھنا بھی اسی حدیث پاک کی رو سے موجب نجات ومغفرت ہے۔

(۴) "**المرء مع من احب**" حدیث مذکور کی نوید ہے۔ اس سے اس غلط خیالی کی تردید ہوئی جو کہتا ہے کہ حدیث سنداً نامعلوم کیسی ہے۔ اصول حدیث میں ہے کہ جو ضعیف وموضوع حدیث صحیح حدیث سے مؤید ہو وہ حدیث معنًی صحیح ہو جاتی ہے۔ (اصول فقہ اسماعیل دہلوی)

(۵) حدیث صحیحین (بخاری ومسلم) "**لایشقی جلیهم**" سے بھی تائید ہوئی۔

**اللہ والوں کی شان:** حدیث شریف میں ہے کہ!

"**امتی مرحومة وانما یدفع الله عنهم البلایا باخلاصهم**

وصلواتھم ودعائھم وضعفائھم" (روح البیان صفحہ ۲۲۵، ۵۷)

میری امت پر رحمت خداوندی ہے۔ ان سے اللہ عذاب' بلائیں دفع فرماتا ہے ان کی اخلاص اور نمازوں اور عطاؤں اور ضعیفوں کی برکت ہے۔

حضرت قاسم بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا؟ تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا اے بشر حافی! میں نے تجھے بخش دیا اور جو لوگ تیرے جنازے میں شریک ہوئے انہیں بھی بخش دیا۔ میں نے عرض کیا۔ الٰہی ہر اس شخص کو بھی بخش دے جس کو مجھ سے محبت ہے۔ خدا نے فرمایا "وبکل من احبك" اور قیامت تک کے ہر اس شخص کو میں نے بخش دیا جسے تم سے محبت ہے۔ (شرح الصدور، ص: ۱۲۰)

## ایک سو بائیس کتے اور نو وہابی

علامہ اقبال مرحوم ک بعد شاعری میں جناب حفیظ جالندھری مرحوم نے خوب شہرت پائی۔ بالخصوص شاہنامہ اسلام بہت مشہور ہوا۔ یہی جناب ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم اپنی آپ بیتی بیان فرماتے ہیں کہ میری عمر بارہ سال تھی۔ میر الحن دواؤدی بتایا جاتا اور نعت خوانی کی محفلوں میں بلایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں شعر وشاعری کے مرض نے بھی مجھے آلیا تھا۔ اس لئے اسکول سے بھاگنے اور گھر سے اکثر غیر حاضر رہنے کی علت بھی پڑ چکی تھی۔ جس کو میری زندگی کی ذلت تصور کیا جاتا گھرانے کے لئے لازمی تھا۔ بہر آئینہ اب تک اس میں ذلت کی لذت موجود ہے۔ میں خود حیران ہوں۔ کیوں اور کیسے؟

میری منگنی لاہور میں میرے رشتے کی ایک خالہ کی دختر سے ہو چکی تھی۔ میرے خالو نے جب میری آوارگی کی داستان سنی تو سیر وتفریح کے بہانے محترم نے جالندھر سے مجھے ساتھ لیا اور محض سیر وتفریح کا سبز باغ دکھلا کے شہر گجرات کے قریب قصبہ جلال پور جٹاں میں پہنچ گئے۔ اصل سبب مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ہونے والے خسر اور فی الحال خالو میرے متعلق اپنے دینی مرشد سے تصدیق کرنا چاہتے تھے کہ وہ بزرگ ان کی بیٹی کی شادی مجھ ایسے آوارہ سے کر دینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ ان کے قول کے مطابق میں تو اس وقت اپنے خالو کا چہیتا نعت خواں تھا۔ مجھے پیش کیا گیا۔ یہ پرانوار پیرومرشد ایک کہنہ سال بزرگ تھے۔ ان کے اردگرد مؤدب بیٹھے ہوئے دوسرے شرفاء سے پہلے ہی دن میں نے نعت سنا کر واہ واہ، سبحان اللہ کے تحسین آمیز کلمات سنے بعد ازاں میرے کھانے پینے کے لئے بہتر سے بہتر جو کچھ دستر خوان پر ہوتا ایک خاص الخاص کارفرما میرے سامنے چنتا۔ اردگرد کی سیر وتفریح کا انتظام تھا۔ اور ہر نمازِ عشاء کے بعد میلاد کی بزم اور نعت خوانی کا اہتمام۔ گرمی کا موسم تھا، پنکھا جھلنے والے موجود تھے۔ دو مہینے اسی جگہ گزرے۔ اس سال ساون سوکھا تھا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی لوگ بارش کے لئے میدانوں میں جا کر نمازِ استسقاء ادا کرتے تھے۔ بچے، بوڑھے، جوان مرد وزن دعا کرتے۔ لیکن گھنگھور گھٹا تو کیا کوئی معمولی بدلی بھی نمودار نہ ہوتی تھی۔ یہ ہے پس منظر اس واقعہ کا جسے میں عجوبہ کہتا ہوں۔ جسے بیان کر دینے کے لئے نہ جانے کیوں مجبور ہو گیا ہوں۔ پہلے یہ جان لیجئے کہ وہ محترم بزرگ کون تھے؟ مجھے یقین ہے ان کا خاندان

بھی جلال پور جٹاں میں موجود ہے۔ ان بزرگ کا نام نامی حضرت قاضی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ تھا اسی پچاسی برس کی عمر تھی دور دور سے لوگ ان سے دینی و دنیوی استفادہ کی غرض سے آتے تھے۔ یہ استفادہ دینی کم دنیوی زیادہ تھا۔ آنے والے اور دو تین دن بعد چلے جانے والے گویا ایک تسلسل امواج تھا۔ کثرت سوداگروں اور تجارت پیشہ لوگوں کی تھی۔

یہ پیر پرست لوگ پھلوں اور مٹھائیوں کے ٹوکرے بھر بھر کے لاتے۔ ادب سے عرض معروض کرتے اور دیکھتے اور پھل قصبے کی مساجد میں تعلیم پانے والے بچوں میں فوراً تقسیم ہو جاتے ہیں۔ یہ حضرات جب واپس جانے کی اجازت چاہتے تو ان کے لئے دعا کرنے والے پیرو مرشد یعنی قاضی صاحب جلال پور جٹاں کے بنے ہوئے دھسے بطور ہدیہ دے کر رخصت فرماتے۔

چونکہ میری نعت خوانی کے سبب حضرت مجھے بسا اوقات اپنے مصلے کے بہت قریب بٹھائے رکھتے تھے۔ ایک دن ان کے کسی خاص نیاز مند کے استفسار پر میں نے حضرت کا جواب سنا کہ ''بھئی! یہ لوگ تاجر ہیں، دور سے آتے ہیں، واپس جاتے ہیں تو دینی مفاد کو دنیوی مفاد سے بھی تولتے ہیں حساب کرتے ہیں تو یہاں آنے جانے اور اپنی کمائی گنوانے کے مقابلے میں یہ دھسے ان کو زیادہ وزنی نظر آتے ہیں''۔

میری طرف دیکھ کر حضرت نے کہا: برخوردار تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے مجھے خوش کرتے ہو، تمہارے لئے میرے پاس بس دعائیں ہی ہیں۔ ان شاء اللہ تم دیکھو گے کہ آج تو تم دوسرے کی لکھی ہوئی نعتیں سناتے ہو، لیکن ایک دن تمہاری

لکھی ہوئی نعتیں لوگ دوسروں کو سنایا کریں گے۔

اس وقت بھلا مجھے کیا معلوم تھا کہ سرکارِ دوجہاں کے یہ محب صادق میری زندگی کا مقصود بیان کر رہے ہیں۔ بہر صورت یہ تو ان کی کرامتوں میں سے ایک عام بات ہے۔ جس عجوبے کے اظہار نے مجھ سے آج قلم اٹھوایا وہ کرامتوں کی تاریخ میں شاید بے نظیر ہی نظر آئے۔

ایک دن حضرت قاضی صاحب کے پاس میں اور ان کے بہت سے نیاز مند بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں میرے خالو بھی تھے۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا اور حضرت مصلّے پر بیٹھے تھے۔ السلام علیکم کہتے ہوئے کندھوں پر رومال ڈالے سات آٹھ مولوی طرز کے معتبر آدمی کمرے میں داخل ہو کر قاضی صاحب سے مخاطب ہوئے۔ قاضی صاحب نے وعلیکم السلام اور بسم اللہ کہہ کر بیٹھ جانے کا ایماء فرمایا۔ ہم سب ذرا پیچھے ہٹ گئے اور مولوی صاحبان تشریف فرما ہو گئے۔

ان میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ: حضرت! ہمیں ہزاروں مسلمانوں نے بھیجا ہے۔ یہ چار صاحبان گجرات سے اور یہ وزیر آباد سے آئے ہیں۔ میں آپ جانتے ہیں ڈاکٹر ٹیلر کے ساتھ والی مسجد کا امام ہوں۔ عرض یہ کرنا ہے کہ آپ اس ٹھنڈے ٹھار گوشے میں آرام سے بیٹھے ہوئے رہتے ہیں۔ باہر خلق خدا مر رہی ہے، غازی اور بے نماز بارانِ رحمت کے لئے دعا کرتے کرتے ہار گئے ہیں۔ ہر جگہ نمازِ استسقاء ادا کی جا رہی ہے۔ کیا آپ اور آپ کے ان مریدوں کے دل میں کوئی احساس نہیں ہے کہ یہ لوگ بھی اٹھ کر نماز میں شرکت کریں اور آپ بھی اپنی پیری کی مسند پر سے اٹھ کر باہر

نہیں نکلتے، کہ لوگوں کی چیخ وپکار دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تا کہ وہ پریشان حال انسانوں پر رحم کرے اور بارش برسائے۔

میرے قریب سے ایک شخص نے چپکے سے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا" یہ وہابی ہے۔"

میں ان دنوں وہابی کا مفہوم نہیں سمجھتا تھا۔ صرف اتنا تھا کہ یہ صوفیوں کو برا سمجھتے ہیں اور نعت خوانی کے وقت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جب سلام پیش کیا جاتا تو یہ لوگ تعظیم کیلئے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ کھڑے ہونے والوں کو بدعتی کہتے ہیں۔

مسکراتے ہوئے قاضی صاحب نے پوچھا: "حضرات! آپ فقیر سے کیا چاہتے ہیں"۔ تو ان میں سے ایک زیادہ مضبوط جثے کے مولوی صاحب نے کڑک کر فرمایا: "اگر تعویز گنڈا نہیں تو کچھ دعا ہی کر دو ہے پیروں فقیروں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے"۔

یہ الفاظ مجھ نادان نوجوان کو بھی طنزیہ محسوس ہوئے تاہم قاضی صاحب پھر مسکرائے اور جواب جو آپ نے دیا وہ اس طنز کے مقابلے میں عجیب وغریب تھا۔

قاضی صاحب نے فرمایا: "آپ کتوں سے کیوں نہیں کہتے کہ دعا کریں"۔ یہ فرمانا تھا کہ مولوی غضب میں آگئے اور مجھے بھی ان غضب میں آنا کافی قدرتی معلوم ہوا۔ چنانچہ وہ جلد جلد بڑبڑاتے اٹھے اور کوٹھڑی سے باہر نکل گئے۔

قاضی صاحب کے اردگرد بیٹھے ہوئے نیاز مند لوگ ابھی گم صم ہی تھے کہ مولوی صاحبان میں سے جو بہت جید نظر آتے تھے دوبارہ کمرے میں داخل ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا: "حضرت! ہم تو کتے کی بولی نہیں بول سکتے۔ آپ ہی کتوں

سے دعا کرنے کیلئے فرمائیے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے اور آج تک میرے سینے پر قاضی صاحب کا یہ ارشاد نقش ہے۔ ''حضرت پہلے ہی کیوں نہ کہہ دیا کل صبح تشریف لائیے کتوں کی دعا سے ملاحظہ فرمائیے''۔

مولوی صاحبان طنزاً مسکراتے ہوئے چل دیئے اور میں نے ان کے الفاظ اپنے کانوں سے سنے کہ ''یہ صوفی لوگ اچھے خاصے مسخرے ہوتے ہیں''۔

جب مولوی صاحبان چلے گئے تو میرے خالو سے قاضی صاحب نے فرمایا کہ 'ذرا چھوٹے میاں کو بلائیے''۔ چھوٹے قاضی صاحب کا نام اب میں بھولتا ہوں ۔مہمانوں کی آؤ بھگت اور قیام وطعام کا سارا انتظام انہی کے سپرد تھا۔

انواع واقسام کے کھانے اور دیگیں قاضی صاحب کی حویلی کی ڈیوڑھی اور صحن میں پکتی رہتی تھیں۔ ساتھ ہی ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد تھی۔ جس میں عشاء کی نماز کے بعد نعت خوانی ہوا کرتی تھی اور میں ذوق وشوق سے یہاں نعت خوانی کیا کرتا تھا۔

پیر صاحب یعنی بڑے قاضی صاحب کو میں نے اکثر دیکھا کہ مسجد میں جب نماز کے لئے صفیں بن جاتیں تو آپ خاموشی سے اپنی کوٹھڑی سے نکلتے اور نمازیوں کے جوتوں کے قریب کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے پھر اپنے کمرے میں جا بیٹھتے۔ ہاں میں اپنے بیان سے بھٹک گیا تھا۔ میرے خالو ان کے چھوٹے بھائی کو لائے تو قاضی صاحب نے ان سے کہا: ''میاں کل صبح دو تین سو کتے ہمارے مہمان ہوں گے آپ کو تکلیف تو ہوگی بہت سا حلوہ راتوں رات تیار کرا لیجئے۔ ڈھاک کے پتوں کے

ڈیڑھ دوسو دونے شام ہی کو منگوا کر رکھ لیجئے گا۔ ڈیوڑھی کے باہر ساری گلی میں صفائی بھی کی جائے۔ کل نمازِ فجر کے بعد ہم خود مہمانداری میں شامل ہوں گے"۔

چھوٹے قاضی صاحب نے سر جھکایا اگرچہ ان کے چہرے پر تحیر کے آثار نمایاں تھے۔ میرے لئے تو یہ باتیں تھی ہی پراسرار، لیکن میرے خالو مسجد میں بیٹھ کر قاضی صاحب کو دوسرے مستقل نیاز مند اور حاضر باشوں سے چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ کل صبح واقعی ہی کچھ ہونے والا ہے۔

میں نے تین چار کڑاہے حویلی کے صحن میں لائے جاتے دیکھے۔ یہ بھی دیکھا کہ کشمش، بادام اور حلوے کے دوسرے لوازمات کے پڑے کھل رہے ہیں۔ سوجی کی سینیاں بھری رکھی ہیں۔ گھی کے دو کنستر کھولے گئے۔ واقعی یہ تو حلوے کی تیاری کے سامان ہیں۔ ناریل کی تریاں کاٹی جا رہی ہیں اور سب آدمی تعجب کر رہے ہیں کہ کتوں کی مہمانداری، وہ بھی حلوے سے؟

مرید لوگ بھی کھسر پھسر کر رہے تھے کہ ہم نے تو کبھی کتوں کو حلوا کھاتے ہوئے آج تک نہیں دیکھا۔ قاضی صاحب کے بھتیجے چھوٹے قاضی صاحب کے فرزند جو بعد میں قاضی صاحب کے داماد ہوئے میرے ہم عمر تھے۔ نام محمد اکرام تھا۔ وہ اس روز شام کو مجھے اپنی زمینوں پر لے گئے۔ دریائے چناب تک قاضی صاحب کی زمینیں پھیلی ہوئی تھیں۔ جو بڑی زرخیز تھیں۔ بہت سے گھوڑے بھی ان کی ملکیت تھے۔ لیکن بڑے قاضی صاحب ہمیشہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب چیزیں اللہ کی ملکیت ہیں جو ہمیں اللہ کے بندوں کی خدمت کے لئے تفویض کی گئی ہیں۔

ہمارے ساتھ ایک درویش بھی تھا جسے ہماری حفاظت اور نگرانی بلکہ خدمت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ہم نے اس درویش سے پوچھا: ''کیا کل واقعی کتوں کی مہمان داری ہوگی؟ اور کیا کتے دعا کریں گے؟ میں یہ پوچھتا ہوا ہنس بھی رہا تھا۔ مگر درویش نے ہمیں ہنسنے سے منع کر دیا۔ کہا! کیا کتے خدا کی مخلوق نہیں ہیں۔ سب دعا کرتے ہیں خدا سب کی سنتا ہے۔ قاضی صاحب کے بھتیجے نے کہا: چلو جی! کل ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے''۔

شام کے وقت ہم زمینوں سے سیر کر کے واپس آ گئے تو دیکھا کہ حلوے تیار ہو رہے ہیں۔

صبح ہوئی نمازِ فجر کے بعد میں نے دیکھا کہ قاضی صاحب قبلہ دو تین آدمیوں کو ساتھ لئے اپنی ڈیوڑھی سے نکل کر گلی میں ادھر ادھر گھومنے لگے چند ایک مقامات پر مزید صفائی کے لیے فرمایا:

میری ان گنہگار آنکھوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس گلی میں دونوں طرف یک منزلہ مکانوں کی چھت پر حیرت زدہ کتوں کی ضیافت کا کرشمہ دیکھنے کے لئے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اور جلال پور جٹاں میں سے مختلف عمر کے لوگ اس گلی میں داخل ہو رہے تھے۔ وہ قاضی صاحب کو سلام کر کے گلی میں دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاتے اور جانے کیا بات تھی کہ یہ سب اونچی آواز سے باتیں نہیں کرتے تھے۔ چھتوں پر عورتیں اور بچے تھے۔

ہم دونوں قاضی صاحب کا بھتیجا محمد اکرام اور میں مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور

گلی میں ہونے والا عجیب وغریب تماشا دیکھنے لگے۔

درویش طرز کے چند آدمی حلوے سے بھری ہوئی سینیاں لاتے جارہے تھے۔ اور قاضی صاحب چمچے سے ان دونوں کو پر کرتے پھر دونوں ہاتھوں سے دونا اٹھاتے اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مین گلی کے درمیان رکھتے جاتے۔ جب پوری گلی میں حلوہ بھرے دونے رکھے جاچکے تو انہوں نے بلند آواز سے دونوں کو گنا۔ مجھے یقین ہے کہ گلی میں دیواروں کی طرف پشت لگائے کھڑے سینکڑوں لوگوں نے قاضی صاحب کا یہ فقرہ سنا ہوگا: "کل ایک سو بائیس (۱۲۲) ہیں۔

یہ کام مکمل ہوا ہی تھا کہ زور زور سے کچھ ایسی آوازیں آنے لگیں جن کو میں انسانی ہجوم کی چیخیں سمجھا۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس وقت مجھے اپنے بدن میں کپکپی سی محسوس ہونے لگی، میں نے گلی میں ہر طرف دیکھا تو عورتیں بچے اور مرد گلی میں اور چھتوں سے چیخ رہے تھے۔

کیوں چیخ رہے تھے اسلئے کہ اک کتا جس کو جب سے میں یہاں وارد ہوا تھا۔ حویلی کے اردگرد چلتے پھرتے اور مہمانوں کا بچا کھچا پھینکا ہوا کھانا کھاتے اکثر دیکھا تھا بہت سے کتوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے گلی کی مشرقی سمت سے داخل ہوا۔

جو بے شمار کتے اس کے پیچھے پیچھے گلی میں آئے تھے ان میں سے ایک بھی بھونک نہیں رہا تھا بھونکنا تو کیا اس قدر خلقت کو گلی میں کھڑی دیکھ کر کوئی کتا خوف زدہ نہ تھا۔ اور نہ کوئی غرا رہا تھا۔ کتنے دو دو تین تین آگے پیچھے بڑے اطمینان کے ساتھ گلی کے اندر داخل ہو رہے تھے۔

کتوں کی یہ پراسرار کیفیت کو ساری خلقت دیکھ کر نہ صرف پریشان تھی بلکہ دہشت زدہ بھی پھر ایسی دہشت آج تک مجھے بھی محسوس نہیں ہوئی۔

قاضی صاحب اگر اپنے ہونٹوں پر انگشتِ شہادت رکھ کر لوگوں کو خاموش رہنے کی تلقین نہ کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ گلی میں موجود سارا ہجوم ڈر کر بھاگ جاتا۔

اس گلی والا وہ کتا جس کا میں ذکر کر چکا ہوں قاضی صاحب کے قدموں میں آ کر دم ہلانے لگا۔ قاضی صاحب نے جو الفاظ فرمائے وہ بھی حرف بہ حرف یاد ہیں۔ فرمایا: ''بھئی کالو! تم تو ہمارے قریب ہی رہتے ہو، دیکھو انسانوں پر اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش نہیں برسا رہا اللہ تعالیٰ کی اور مخلوق بھی ہم انسانوں کے گناہوں کے سبب ہلاک ہو رہی ہے۔ اپنے ساتھیوں سے کہو سب مل بیٹھ کر یہ حلوہ کھائیں اور پھر اللہ سے دعا کریں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بادلوں کو اجازت دے تاکہ وہ پیاسی زمین پر برس جائیں''۔

یہ فرما کر حضرت قاضی صاحب اپنی ڈیوڑھی کے دروازے میں کھڑے ہو گئے اور میں نے کیا سبھی نے ایک عجوبہ دیکھا۔

خدارا یقین کیجئے کہ ہر ایک حلوہ بھرے دونے کے گرد تین تین کتے جھک گئے اور بڑے اطمینان سے حلوہ کھانا شروع کر دیا۔ ایک بھی کتا کسی دوسرے دونے یا کتے پر نہیں جھپٹا، اور نہ کوئی چیخا چلایا اور جس وقت یہ سب کتے حلوہ کھا رہے تھے ایک اور عجیب و غریب منظر دیکھنے میں آیا کہ وہ کتا جو اس گلی کا پرانا باسی اور ان تمام کتوں کو یہاں لایا تھا خود نہیں کھا رہا تھا بلکہ گلی میں مسلسل ایک سرے سے دوسرے سرے تک

گھومتا رہا، جیسے وہ ضیافت کھانے والے کتوں کی نگرانی کر رہا ہو یا میزبانی۔

میں نے اسکول میں اپنے ڈرل ماسٹر صاحب کو طالب علموں کو اسی طرح نگرانی کرتے وقت گھومتے دیکھا تھا۔ کالو کا اندازِ معائنہ بڑا پر شکوہ تھا جس پر مجھے اپنا ڈرل ماسٹر یاد آ گیا۔ کیونکہ ہم میں سے کوئی لڑکا ماسٹر صاحب کے سامنے ہلتا تک نہیں تھا۔

تھوڑی دیر میں سب کتے حلوہ کھا کر فارغ ہو گئے۔ بے شمار لوگوں کے ہجوم میں سے صرف حضرت قاضی صاحب کی آواز ایک مرتبہ سنائی دی۔ وہ فرما رہے تھے ''لو بھئی کالو! ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تاکہ خدا جلدی انسانوں پر رحم کرے''۔

یہ سنتے ہی میں نے غیر ارادی طور پر ایک طرف دیکھا تو کل والے مولوی صاحبان ایک سمت کھڑے اس قدر حیرت زدہ نظر آئے جیسے یہ لوگ زندہ نہیں یا سکتے کے عالم میں ہیں۔

اب صبح کے نو دس بجے کا وقت تھا۔ ہر طرف دھوپ پھیل چکی تھی، تپش میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ جب قاضی صاحب نے ''کالو'' کو اشارہ کیا۔ حیرت انگیز محشر بپا ہوا، تمام کتوں نے اپنا اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا لیا اور ایسی متحد آواز میں غرانا شروع کیا جو میں کبھی کبھی راتوں کو سنتا تھا۔ جسے سن کر میری دادی کہا کرتی تھیں ''کتا رو رہا ہے خدا خیر کرے''۔

آسمان کی طرف تھوڑی دیر منہ کئے لمبی غراہٹوں کے بعد یہ کتے جو مشرقی سمت سے اس کوچے میں داخل ہوئے تھے۔ اب مغرب کی طرف چلتے گئے۔

میں اور قاضی اکرام ہی نہیں جلالپور جٹاں کے سبھی مرد و زن کتوں کو گلی سے

رخصت ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اور خالی دونے آسمان کی طرف منہ کھولے گلی میں بدستور پڑتے تھے۔ (یہ دست دعا تھے)۔

جیسے ہی کتے گلی سے نکلے قاضی صاحب کے ہاتھ بھی دعا کے لے اٹھ گئے اور ان کی سفید براق داڑھی پر چند موتی چمکنے لگے یقیناً یہ آنسو تھے۔

پس منظر بیان ہو چکا اب منظر ملاحظہ فرمائیے۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ میں جو آج ستر برس اور گیارہ مہینے کا بوڑھا بیمار ہوں خدا عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بادل گرجا اور مغرب سے اس تیزی کی ساتھ گھٹا اٹدی کہ گلی ابھی پوری طرح خالی بھی نہ ہوئی تھی، مرد، عورتیں، بچے، بھوڑے بالے ابھی چھتوں سے پوری طرح اترنے بھی نہ پائے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ ہم بھی مسجد کی چھت سے نیچے اترے۔ پہلے مسجد میں گئے اور پھر حلوہ کھانے کا شوق لیے ہوئے حویلی کی ڈیوڑھی میں چلے گئے۔ دیکھا کہ وہی معتبر مولوی صاحبان چٹائیوں پر بیٹھے ہیں اور حضرت قاضی صاحب حلوے کی طشتریاں ان لوگوں کے سامنے رکھتے جا رہے ہیں۔ وہ حلوہ کھاتے بھی جا رہے ہیں اور آپس میں ہنس کر باتیں بھی کر رہے ہیں۔ ایک کی زبان سے میں نے یہ بھی سنا کہ حضرت یہ نظر بندی کا معاملہ نہیں ہے اور کیا ہے۔ جادو...... نعوذ باللہ۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قاضی صاحب قبلہ ان کی اس بات پر دیر تک مسکرائے اور ان بن بلائے مہمانوں کے لئے مزید حلوہ طلب فرماتے رہے۔ باہر بارش ہو رہی تھی اور اندر مولوی صاحبان خوشی سے حلوہ اڑا رہے تھے۔ قاضی صاحب کے جو

الفاظ آج تک میرے سینے پر منقوش ہیں میں یہاں ثبت کئے دیتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ یہی مقصود تھا۔

قاضی صاحب نے کہا تھا: "کتے مل جل کر کبھی نہیں کھاتے۔ لیکن یہ آج بھلائی کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اللہ کے بندوں کے لئے دعا کرنے کے لئے وہ اتنے متحد رہے کہ ایک نے بھی کسی دوسرے پر چھینا جھپٹی نہیں کی۔ ان کا ایک ہی امام تھا۔ اس نے کھایا بھی کچھ نہیں۔ اب وہ آئے گا تو میں اس کے لئے حلوہ حاضر کروں گا"۔

ایک مولوی صاحب نے کہا: "حضرت ہمیں تو یہ جادوگری نظر آتی ہے"۔

قاضی صاحب بولے: "مولوی صاحب! ہم تو آپ ہی کے فتوؤں پر زندگی گزارتے ہیں۔ خواہ اسے جادو فرمائیں یا نظر بندی آپ نے یہ تو ضرور دیکھ لیا ہے کہ کتے بھی کسی نیک مقصد کے لئے جمع ہوں تو آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں"۔

یہ سن کر مولوی صاحبان جھینپتے نظر آئے۔

مجھے یاد ہے کہ مولوی صاحبان کو بھگتے ہوئے ہی اس ڈیوڑھی سے نکل کر جاتے ہوئے میں نے دیکھا تھا۔ بخدا یہ عجوبہ اگر میں خود نہ دیکھتا تو کسی دوسرے کے بیان کرنے پر کبھی یقین نہ کرتا۔ یاد رہے کہ میں وہی حفیظ جالندھری ہوں جس کے بارے میں حضرت قاضی صاحب نے جلال پور جٹاں میں ساٹھ سال پہلے فرمایا تھا کہ حفیظ جالندھری تیری لکھی ہوئی نعتیں دوسرے سنایا کریں گے۔

الحمد للہ نعت رسول ﷺ یعنی "شاہنامہ اسلام" ساری دنیا کے اردو جاننے والے مسلمان خود پڑھتے اور دوسروں کو بھی سناتے ہیں۔ (اقتباس از نشرانے)

## تبصرہ اویسی غفرلہ:

(۱) پرانے لوگ اپنے ہر امور اپنے مرشدانِ کرام کی اجازت اور دعا سے کرتے تھے۔

(۲) محافل میلاد و مجالس نعت خوانی بزرگوں کا طریقہ قدیمہ سے ہے۔

(۳) دنیا داروں کی پیری مریدی دنیوی کاموں پر ہوتی ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ پیری مریدی محض خوشنودیٔ حق اور نجات آخرت کے لئے ہو ضمناً دنیوی امور بھی سرانجام ہوتے رہیں گے۔

(۴) اللہ والوں پر مستقبل کے حالات منکشف ہوتے رہتے ہیں، جیسے حفیظ جالندھری کے لئے بزرگ نے فرمایا وہی ہوا۔

(۵) وہابی بھی اولیاء کرام کے پاس بوقت ضرورت مشکل حل کرانے آتے ہیں۔

(۶) وہابیوں کو کتوں کی دعا کی قبولیت کا اقرار ہے لیکن اولیاء اللہ کا نہیں۔

(۷) کتوں کی دعا کا منظر خوب رہا اللہ والے ان کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔

(۸) کتے اللہ والوں کے آداب سے واقف ہیں۔ جیسا کہ واقعہ سے واضح ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پیاری ہے کہ ان کی خدمت کی جائے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔

(۱۰) وہابی اللہ والوں کے کمالات دیکھ کر بھی نہیں مانتے۔

(۱۱) وہابی اللہ والوں کا لنگر کھاتے بھی ہیں اور غراتے بھی۔

ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

## انگریز کا باوفا کتا:

امریکہ میں ایک شخص جان مل کو جب دل کا دورہ پڑا تو اس نے اپنے ڈاکٹر دوست کا نام لے کر مدد کے لئے پکارا۔ نام سن کر اس کا پالتو کتا اس ڈاکٹر کے کلینک پر جا پہنچا اور اس کے دروازے پر بھونکنا شروع کر دیا۔ اور اس وقت تک بھونکتا رہا جب تک ڈاکٹر باہر نہ آیا۔ ڈاکٹر کا بیان ہے کہ وہ اپنے دوست کے کتے کو پہچانتا تھا ۔اس لئے جب اس نے مجھے چلنے کو کہا تو میں اس کے ساتھ چل پڑا دوست کے گھر آکر دیکھا وہ سخت نازک حالت میں تھا۔ جان کا کہنا ہے کہ اگر وہ کتے کے کہنے پر بروقت نہ پہنچتا تو اس کا دوست سخت خطرہ کی حالت میں ہلاک ہو جاتا یوں کتے کی ہوشیاری پر اس کے مالک کی جان بچ گئی۔

## مالک کی جان بچائی:

ایک شخص دریا میں گر گیا اور تیراک تو تھا نہیں اسی لئے دریا میں غوطہ کھا رہا تھا۔ قریب تھا کہ ڈوب جاتا۔ لیکن کتے نے فوراً دریا میں چھلانگ لگائی مالک کے کوٹ کو اپنے دانتوں سے دبا کر اسے دریا سے باہر نکال دیا۔

## وفادار کتا:

یہ سچی کہانی ایک جھوٹی نسل کے وفادار کتے کی ہے اس کا نام بوبی تھا اس کا مالک ایک کسان تھا۔ جس کا نام گیری تھا وہ کام کے سلسلے میں گاؤں سے شہر جاتا اور بوبی اس کے ہمراہ ہوتا کام سے فارغ ہو کر ایک بجے شہر ایڈنبرا کے ہوٹل میں کھانا کھاتے ۔بوبی کھانے میں ایک بند کھاتا تھا بوبی جب چند برس کا ہوا تو اس کا مالک گیری ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ اسے گاؤں کے گرجے میں دفن کر دیا گیا بوبی

بہت اداس تھا۔ کیونکہ اس کا مالک جو مر گیا تھا۔ کچھ دیر بعد بوبی اسی ہوٹل میں گیا جہاں وہ اور اس کا مالک جایا کرتے تھے۔ ہوٹل کے مالک نے اسے آتا دیکھ کہ دروازہ کھول دیا۔ بوبی نے اس کی طرف دیکھا ہوٹل کے مالک کو یوں لگا۔ جیسے بوبی اس سے اپنا بند مانگ رہا ہو۔ مالک نے ایک بند اس کی طرف پھینک دیا بوبی وہ بند منہ میں دبائے اپنے مالک کی قبر کی طرف چل پڑا۔ جب وہ قبر کے پاس پہنچا تو اس نے وہ بند کھالیا بوبی ہر روز ہوٹل کے مالک کے پاس آتا اور بند لے کر چلا جاتا۔ وہ سارا دن رات اپنے مالک کی قبر کے پاس بیٹھا رہتا۔ ایک روزہ وہ اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا ایک سپاہی اسے پکڑ کر لے گیا۔ تھانے کے بڑے افسر نے اسے بتایا کہ گیری کا کتا ہے۔ پھر افسر نے اس سپاہی کو ایک پٹہ دیا جس پر بوبی کے نام کے ساتھ لکھا تھا۔ برے افسر کی طرف سے بوبی کے لئے ۱۸۶۷ء میں وہ سپاہی بوبی کو اپنے ساتھ گھر لے گیا۔ بوبی پانچ سال تک اس کے پاس رہا۔ پانچ سال بعد بوبی بیمار ہو کر مر گیا۔ اس وفا کے پتلے کی قبر گرجے کے قریب پھولوں کی کیاری بنائی گئی۔

فائدہ: یہ واقعہ انگریزوں کا ہے اسی لئے انہوں نے اپنی رسم کے مطابق کیا۔ مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ فقیر کے دور میں ایک صاحب نے ایک بھمبر وپئے پیر کے کتے کی قبر بنا کر اس پر پھول ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ فقیر کے احتجاج پر وہ قبر گرا دی گئی وہ بھمبر وپیہ چیلوں سمیت مخالف ہو گئے ان میں فقیر کے مدرسہ کے بہت بڑے سرمایہ دار شامل تھے۔ انہوں نے فقیر کے مدرسہ کی سرپرستی چھوڑ دی۔ فقیر نے بھی اس کی پرواہ نہ کی اور کہہ دیا۔ "لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا" الحمدللہ

اس کی سرپرستی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا سبب بنایا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ بعد کو وہ صاحب نادم ہوئے اور بھمر و پے پیر کو چھوڑ دیا اور سلامتی ایمان سے دنیا سے رخصت ہوئے۔ الحمدللہ علی ذالک اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ آمین

## شیخ کے کتے کے ادب کی برکت:

حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خوجہ محمد پارسا قدس سرہ کے ایک مرید نے بادشاہ کی نوکری اختیار کی۔ بادشاہ نے اسے کتا عطا فرمایا جو اس کے شیخ کا تھا اس نے کتے کو آزاد کر کے شیخ کے شہر پہنچا دیا۔ بادشاہ کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ اس شخص کو چار میخوں سے زمین گاڑھ دیا جائے۔ اب جو بھی اس شخص کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا تو اس کا ہاتھ سوکھ جاتا بالآخر خود بادشاہ مارنے آیا تو اس کا بھی ہاتھ سوکھ گیا۔ بادشاہ تائب ہو کر اس کا مرید ہو گیا۔ شاہ سلیمان قدس سرہ نے فرمایا کہ جس شخص نے شیخ کے کوچے کے کتے کا ادب کیا اسے تمام مراتب ولایت نصیب ہوئے۔ (شاہ سلیمان تونسوی، ص: ۲۶۹)

**فائدہ:** یہ واقعہ ایک دیوبندی وہابی نے لکھا ہے جو ہمیں سنگ دل وہابی، نبی علیہ السلام کی نسبت پر مجرم گردانتے ہیں۔

**انتباہ:** واقعہ سے معلوم ہوا کہ ادب ایسا عمل ہے جس کی بدولت دنیا و آخرت کی تکالیف سے نجات نصیب ہوتی ہے۔

## شیخ کے کتے کا اعزاز:

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آپ کے

پیرومرشد خواجہ حافظ عبدالخالق اویسی قدس سرہ کی طرف سے چند افراد ملنے آئے آپ نے خادم سے فرمایا کہ خبردار ان حضرات کی خدمت گزاری میں کسی قسم کمی نہ کرنا یہ لوگ خوددار اور تند خو ہوتے ہیں وہ مہمان بھی حجت باز تھے ان کی آپس میں گڑبڑ ہوئی تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ میرے شیخ کے مہمان ہیں میرا تو اعتقاد ہے کہ پیر کے کتے کو بھی بلند قدر سمجھنا چاہیے۔ (مصباح نورانی)

فائدہ: یہی سچی عقیدت ہے، حضور محکم الدین سیرانی قدس سرہ اپنے شیخ کے سچے شیدائی تھے ان کے بہترین واقعات کی تفصیل فقیر کی کتاب "ذکر سیرانی" میں پڑھئے۔

وفادار کتا:

ایک شخص فوت ہوا اس کا کتا عمر بھر قبر پر بیٹھا رہا۔ اکثر لوگوں نے اس کو وہاں سے پھسلا کر لانے کی کوشش کی مگر بے فائدہ۔ اس نے ان کی کوششیں رد کر دیں۔ اور یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس کو اپنے آقا کی قبر کے سوا اور کسی سے کچھ غرض نہیں ہے۔

ایک میم صاحبہ کے دل پر اس باوفا الفت کا ایسا اثر ہوا کہ وہ ہر روز اس کو خوراک پہنچایا کرتیں اور جاڑے میں دریاں اور کمبل اس کے واسطے بھیجا کرتیں۔ یہی کتا اپنے غم کا پکا کئی سال تک اس مقبرے پر رہا جاڑے اور گرمی کی رات اور دن اپنی آنکھیں اس کے آرام گاہ پر لگائے رکھتا تھا۔ جس کو نہ تو فرقت اور نہ مرور زمان اس کے دل بر سے محو کر سکتے تھے۔ اس کتے کا نام فیڈل تھا۔ وہ ایسا تھا کہ نہ بچوں کا چلانا اور نہ کھیلنا اور نہ کوئی اور شور اس کا دھیان اپنی طرف کھینچ سکتا تھا یا اس کو بہلا سکتا تھا۔ برف کے بڑے بڑے گالے بھی گرے، ہوا بھی نہایت تیز چلی تند باد نے بھی

سناٹے بھرے (لیکن) اس نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور اس جگہ پڑا رہا، ایک روز اس کی مربی (میم صاحبہ) بسبب بیماری کے کتے کی معمولی غور پرداخت کرنے نہ آسکی (اس لئے) کچھ آفت زدہ فقیر اس کی خوراک اٹھالے گئے۔ فیڈل کچھ نہ بولا نہ غرایا بلکہ آرام سے سو گیا۔ دوسرے روز ویسی ہی چوری پھر ہوئی فیڈل آخر حفظ نفس کے واسطے عقل حیوانی کے تقاضے سے اُٹھا لیکن بسبب کمال ضعف کے فوراً گر پڑا آنکھیں بند کرلیں اور دم دے دیا۔

## سمجھدار کتا:

بہت سے قصص عجیبہ میں سے جن میں کتے کی دانائی کا بیان ہے قصہ مفصلہ ذیل بیان واقعی ہے۔ کسی صحرائی بستی کے قریب سڑک پر ایک بڑا سا کتا کلول کر رہا تھا گاڑی اس کے ایک پنجہ پر چڑھ گئی اس نے نہایت دردانگیز چیخ ماری نعل بند جو قریب ہی دوکان پر کام کر رہے تھے دیکھنے کو باہر نکل آئے کہ کیا ماجرا ہے۔ ایک نے دیکھا کہ بیچارے جانور کے بہت چوٹ آئی ہے اس کو اٹھالیا اور اس کے مرہم پٹی کی اور پھر چھوڑ دیا۔

کتا گھر گیا اور وہاں چند روز رہا۔ آخر کار جب اس کا پنجہ درد کرنے لگا (تو وہ) نعل بند کی دوکان پر پھر آیا اور پنجہ اٹھا کر کراہنے لگا یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس میں مجھے تکلیف ہے۔ نعل بند نے پھر اس کی مرہم پٹی کردی اور کتا اس کا ہاتھ چاٹنے کے بعد جو کہ ایک علامت احسان مندی کی تھی گھر گیا اور تھوڑے روز میں اچھا ہو گیا۔

چند ماہ بعد یہی کتا ایک روز کسی اور کتے کے ساتھ اس مقام کے قریب کھیل رہا

تھا کہ دوسرے کتے پر ویسی ہی واردات واقع ہوئی اس پر وہ (پہلا کتا) اس کا کان پکڑ کر بڑی مشکل سے اسی نعل بند کی دوکان پر لے گیا جہاں پر خود کا ایسا اچھا معالجہ ہوا تھا۔ کاریگر اس حیوان کی تیز فہمی سے نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے اس نئے مریض پر بھی ویسی ہی توجہ کی جیسی پہلے پر کی تھی۔

## ایک کینہ ور ٹرار کتا:

ٹرار قسم کے چھوٹے کتے سے ہر شخص واقف ہے۔ قدرت نے اس کو قابل بنایا ہے کہ چوہوں اور حشرات الارض کے تعاقب میں زمین کو کھود کر اندر گھس جاتا ہے۔ انگلستانی ٹرار کی جلد صاف اور چمک دار ہوتی ہے۔ مگر اسکاٹ لینڈ یا سکا ٹرار اس بات میں مشہور ہوتا ہے کہ اس کی جلد پر گھن دار بال ہوتے ہیں اور مزاج میں روکھا پن اور بے پروائی پائی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اس شخص کی طرح جو اپنی طاقت سے حقیقت میں واقف کار غریب اور بے آزاد ہوتا ہے۔ یہ جانور دور اندیش بھی ہوتا ہے جیسا کہ قصہ ذیل ہے جو کہ ایک بڑے مستند شخص مسٹر بنگلے صاحب کی زبانی لکھا جاتا ہے صاف ظاہر ہے۔

ضلع تنفرڈ شائر میں شہر وٹمور کے ایک شریف آدمی کی عادت تھی کہ ہر سال لندن میں دو بار جایا کرتا اور چونکہ ورزش کا شائق تھا اس لئے اکثر یہاں مسافت گھوڑے کی سواری میں طے کیا کرتا تھا۔ اس کا دستور تھا کہ اپنے ساتھ ایک چھوٹے سے وفادار ٹرار کو بھی لیجایا کرتا تھا۔ لیکن اس اندیشہ سے کہ کہیں لندن میں کتا کھو نہ جائے وہ ہمیشہ اسے سینٹ ابلنز کی سرائے والی بی بی لینگ فورڈ کے پاس چھوڑ جایا

کرتا اور واپس آ کر یہ دیکھتا کہ میرے چھوٹے سے رفیق کی خوب خبر گیری ہوئی۔

ایک دفعہ حسب دستور اس صاحب نے اپنا کتا مانگا۔ بے بے لیننگ فورڈ اداس صورت بنا کر اس کے سامنے آئی اور کہنے لگی۔ صاحب افسوس! آپ کا ٹرار جاتا رہا، ہمارے شہر کے بڑے کتے اور آپ کے کتے میں جھڑپ ہوگئی اور قبل اس کے کہ ہم ان کو جدا کر سکیں بیچارہ ٹرار کو ایسا کاٹا کہ میں یہی سمجھی کہ وہ کبھی اچھا نہیں ہوگا۔ لیکن صحن میں سے گھسٹ کر نکل گیا اور ایک ہفتہ کے قریب اسکو کسی نے نہ دیکھا۔ اس کے بعد ٹرار ایک کتے کو جو ہمارے کتے سے بہت بڑا تھا ساتھ لے کر کے واپس آیا اور وہ دونوں ہمارے کتے پر پل گئے اور بڑی بے رحمی سے اس کو کاٹا۔ پھر تمہارا کتا' اور ایک اس کا ساتھی غائب ہو گئے اور اس وقت سے نہ کبھی نظر پڑے نہ ان کی کچھ خبر آئی۔

لیکن دیکھئے جب یہی شخص وٹمور میں پہنچا تو اس نے ٹرار کو وہاں پایا اور یہی سنا گیا کہ یہاں آیا تھا اور جو ایذا اس کو پہنچی تھی صریح اس کا انتقام لینے کو بڑے کتے کو ساتھ لے گیا تھا۔

فائدہ: یہ انگریز کے کتے کی کہانی ہے۔

**دانا کتا:**

فرانس کی ایک خانقاہ میں بیس مسکینوں کو روزمرہ ایک خاص ساعت پر کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ خانقاہ کا ایک کتا ٹکڑوں کے واسطہ جو کہ اس کو گاہ بہ گاہ ڈال دیئے جاتے تھے۔ کھانے کے وقت ہمیشہ آموجود ہوتا تھا۔ لیکن مسکین بھوکے ہوتے تھے اور بے شک بہت کشادہ دل نہ تھے۔ بس ان کے زلہ خوار کو اس ضیافت میں سے جس میں وہ بدل

شریک ہونا چاہتا تھا سوا بو باس کے اور کچھ نہ ملتا تھا۔

جب ایک گھنٹہ بجتا تھا تو ایک شخص حصے چن دیتا تھا اور ایک کل کے ذریعہ سے جس کو عبادت خانوں میں ٹور بولتے ہیں وہ حصے تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ یہ کل آدھے برتن جیسی شکل کا ایک اکہ ہوتا ہے جہاں اس کو پھرایا اور وہ سامنے آ گیا اور جو شخص دوسری طرف سے اسے پھراتا ہے وہ نظر نہیں آتا۔

ایک دن یہی کتا جس کو صرف تھوڑے سے ٹکڑے ہاتھ لگے تھے۔ جب تک سب مسکین نہ جا چکے ٹھہرا رہا۔ پھر اس نے رسی کو اپنے منہ میں لیا اور گھنٹہ بجا دیا۔ یہی چال چل گئی، دوسرے دن پھر ایسا ہی کیا اور اس طرح کامیاب ہوا۔ آخر کار باورچی نے یہی دیکھ کر کہ بیس حصوں کی جگہ اکیس حصے دیئے گئے چور کے پکڑے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ اس کے تاک میں لگا رہا اور آخر کار اس کا شبہ کتے پر گیا اور جب اس نے یہی دیکھا تمام محتاجوں کے جانے تک کتا بڑے صبر کے ساتھ پڑا رہا اور پھر (اٹھ کر) رسی کھینچے کو نکلا تو یہی شبہ سچا نکلا۔

یہی قصہ راہبوں سے کہا گیا اور کتے کو اس کی زیرک کے صلہ میں ہر روز گھنٹہ بجانے کی اجازت ہو گئی اور اس وقت سے کھانے کے لئے اس کو بلا ناغہ ٹکڑے ملتے رہے۔

## ایک بے بہا کتا:

تھوڑے دن گزرے کہ ایک اشراف ایک آگبوٹ میں تیو اور لینز سے واپس آتا تھا اور صرف چند مسافر اس کے ساتھ تھے۔ منجملہ عورتوں کے وہ خاص کر ایک عورت پر مہربان تھا۔ یہی عورت ایک دولت مند زمیندار کی بیوی تھی اپنے اکلوتے بچہ سمیت

اپنے باپ کے گھر واپس جاتی تھی۔ اور اس بچہ پر اس کی جان نثاری رقت انگیز تھی۔

جب نہر لوئیس دل سے گزرنے لگی تو وہ آگبوٹ چند لحظہ کے لئے گھاٹ پر ٹھہر گیا۔ دایہ شہر کی سیر کے ارادہ کنارہ پر جاتی تھی کہ اچانک بچہ اس کی گود سے پر خطر دھار میں جو آبشار کی جانب بہتی تھی جا پڑا اور فوراً غائب ہو گیا۔ (اس سے) جو گھبراہٹ پیدا ہوئی اس نے ایک اشراف کی توجہ کو جو کشتی کے اگلے حصہ پر بیٹھا چپکا چپکا پڑا رہتا (اپنی طرف) کھینچا۔ جلدی سے اٹھ کر اس نے بچہ کی پہنی ہوئی کوئی چیز مانگی، دایہ نے ایک چھوٹا سا رال پونچھنے کا چیتھڑا پکڑا دیا کہ بچے کے گرتے وقت اس کے بچانے کی سعی میں الگ ہو کر اس کے ہاتھ میں رہ گیا تھا۔ اشراف نے نیوفاؤنڈ لینڈ کے ایک عمدہ کتے کی طرف مخاطب ہو کر جو کہ شوق سے اس کا چہرہ تک رہا تھا پہلے اس کو وہ چیتھڑا دکھایا اور پھر وہ مقام بتایا جہاں بچہ ڈوبا تھا۔

عالی ہمت کتا ایک پانی میں کود پڑا اور غائب ہو گیا۔ اس وقت اضطراب بدرجہ غایت رہا اور کنارہ پر بعض لوگوں نے یہی خیال کر کے کہ کتا اور بچہ دونوں گئے ایک کشتی بہم پہنچائی اور لاش کی تلاش میں چلے۔

اس وقت دور فاصلہ پر کتا کچھ چیز منہ میں لئے ہوئے دکھائی دیا۔ وہ مردانگی کے ساتھ موجوں س زور آزمائی کر رہا تھا۔ لیکن صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ اس کی طاقت کم ہوتی جا رہی تھی اور جب کشتی اس کے قریب پہنچی اور معلوم ہوا کہ وہ اب تک زندہ ہے تو کئی شخصوں کی سینہ سے تسکین کی آہ نکلی (یعنی جو رنج ان کو تھا وہ دور ہو گیا) کتا اور بچہ دونوں کو کشتی پر لے آئے۔ بچہ کی نوجوان ماں اس بات کے

اطمینان کے لئے کہ بچہ حقیقت میں زندہ ہے ایک نظر اس پر ڈال کر آگے بڑی اور کتے کے برابر جھک کر اس کی گردن میں اپنے ہاتھ ڈال دیئے اور رونے لگی۔ ایسے لوگ بہت کم تھے جن کو یہ دیکھ کر رقت نہ آئی ہو۔ اور اسے پیار کرتے کرتے اور اس کے سر کو جس پر گھن دار بال تھے چومتے چومتے اس نے اس کے مالک کی طرف دیکھا اور کہا "اے صاحب یہ کتا تو میں ضرور لوں گی جو کچھ میرے پاس ہے سب لے لو لیکن میرے بچہ کو بچانے والے کو مجھے دے دو" اشراف مسکرایا اور اپنے کتے کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولا میم صاحب میں بہت خوش ہوں کہ اس سے تمہاری خدمت بن آئی لیکن دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں جو مجھ کو اس سے جدا ہونے پر آمادہ کر سکے۔

کتے نے اس طرح دیکھا جو باتیں وہ کرتے تھے گویا وہ بالکل سمجھ گیا اور پھریری لے کر اپنے مالک کے قدموں میں لوٹ گیا اور یہ بات کہ ہم کسی طرح جدا نہ ہوں گے اس کی بڑی بڑی آنکھوں کے تیور سے ایسی صاف ادا ہوئی کہ بولنے سے بھی نہ ہو سکتی۔

## سیانا کتا:

ایک دفعہ میں لوی اٹل ڈبل میں بگھی پر سوار چلا جاتا تھا کہ ایک بھیڑوں کا ریوڑ آ گیا جس نے تمام سڑک روک لی ایک گڈریا معہ اپنے کتے کے ان کے ہمراہ تھا۔

ایسا معلوم ہوا کہ گڈری کے اوسان یکا یک جاتے رہے اور بے گناہ بھیڑوں کو جو کہ میرے آگے جانے کی سد راہ ہو گئی تھیں دور دبک کرنے لگا اس سے وہ گھبرا کر منتشر ہونے لگیں۔

کتے نے اس ابتری کو جو اس کا مالک برپا کر رہا تھا دیکھ کر مجھ سے آنکھیں

ملائیں اور فوراً یہ معلوام ہوا کہ وہ بات سمجھ گیا۔ بجائے اس کے کہ (بھیڑوں کی طرف) جو اس کی تحویل میں تھیں سیدھا جھپٹے اور ان کو ایک مقام میں اس طرح اکھٹا کرے کہ نکل نہ سکیں۔ وہ (بھیڑوں کے) گلہ کے برابر سے آہستہ آہستہ گزر گیا اور سڑک کو جو کہ اس قدر چوڑی تھی کہ میں اس پر سے بہ آسانی گزر گیا تھا صاف کرتا چلا گیا۔

## کتوں کی الفت اپنے مالکوں کے ساتھ:

کتے کا اپنے مالک کے ساتھ محبت کرنا اور اس کا ذہین ہونا بعض مشہور جرائم کے افشا کا باعث ہوا ہے۔

پلوٹارک ایک یونانی مورخ کہتا ہے کہ خانہ جنگی کے ایام میں روما کے کسی غلام کی لاش کو بخوف اس کتے کے جو اس کا نگہبان تھا اور ان کی محافظت کے لئے لڑتا تھا کوئی ٹھہر نہ سکتا تھا۔

اتفاقاً شاہ پرس کا اس رستے سے گزر ہوا دیکھا کہ کتا لاش کی حفاظت کر رہا ہے اور جب سنا کہ اس نے تین دن سے نہ کھایا نہ پیا ہے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ لاش دفن کی جائے اور کتا محفوظ ہمارے پاس لایا جائے۔

چند روز بعد فوج قواعد کے لئے جمع ہوئی۔ پس ہر ایک سپاہی کو نمبر دار بادشاہ کے آگے سے گزرنا پڑا۔ کتا تھوڑی سی دیر تو بادشاہ کے برابر چپکا پڑا رہا لیکن جب اس نے اپنے آقائے مرحوم کے قاتلوں کو گزرتے دیکھا تو وہ اس پر نہایت تیزی سے بھونکتا ہوا جھپٹا اور ان کے کپڑے پھاڑنے لگا۔ اس سے بادشاہ کے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ وہ آدمی گرفتار ہوئے انہوں نے اپنے جرم کا اقرار کیا اور اس واسطہ ان کو سزا دی گئی۔

## قاتل اور اس کا بے زبان مدعی کتا:

ایک قدیم مؤرخ الفت اور انتقام کی ایک عجیب صورت بیان کرتا ہے جو کہ چارلس پنجم کے عہد میں ملک فرانس کے اندر ظہور میں آئے۔ مکیر نام ایک اشراف بادشاہ کے باڈی گارڈ کا افسر ایک اور اشراف آبری نام سے جو کہ اسی پلٹن میں بھرتی تھا سخت عداوت رکھتا تھا۔ پیرس کے قریب جوان دونوں کو ایک بن میں ملنے کا اتفاق ہوا تو میکیر نے اپنے ہم منصب بھائی کو دغا سے قتل کر ڈالا اور ایک خندق میں دفن کر دیا۔

اس وقت آبرے کے ساتھ ایک تازی کتا تھا جس کو ساتھ لے کر وہ غالباً شکار کے لئے نکلا تھا۔ نہیں معلوم کہ (کاٹنے کے خوف سے) کتے کا منہ باندھ دیا تھا یا کوئی اور سبب تھا جو وہ کچھ نہیں بولا اور اس واردات کو ہونے دیا۔ غرض کچھ ہی سبب ہوشکاری کتا اپنے مالک کے مدفن پر پڑ گیا اور جب تک کہ بھوک نے اسے زبردستی نہ اٹھایا وہیں پڑا رہا۔

پھر وہ آبری کے ایک نہایت عزیز دوست کے باورچی خانہ میں گیا وہاں دل سے اس کی آؤ بھگت ہوئی اور اس کو کھانا دیا گیا۔ جب اس کا پیٹ بھر گیا وہ چلتا ہوا۔ چند روز تک یہی آمد و رفت جاری رہی یہاں تک کہ (اس کے آنے جانے کا سبب دریافت کرنے کا) خیال پیدا ہوا۔ یہی ارادہ کیا کہ کتے کے پیچھے جائے اور دیکھے کہ آبری کے یکا یک غائب ہو جانے کا کوئی سبب معلوم ہو سکتا ہے یا نہیں۔

چنانچہ کتے کے پیچھے گئے اور دیکھا کہ وہ کسی تازی کھودی ہوئی مٹی پر جا کر ٹھہر گیا اور وہاں نہایت رقت انگیز نالہ وزاری سے رونے لگا۔ جب اس مقام پر زمین کو

کھودا تو انہوں نے آبری کی لاش پائی۔ اسے اٹھا کر پولیس مین لے گئے۔ اور وہاں تھوڑے عرصہ بعد شہر کے ایک قبرستان میں اس کو دفن کر دیا۔

اس وقت سے کتا اپنے مالک کے دوست سے مانوس رہا۔ اس کے ہمراہ رہا۔ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ اس نے منکیر کو دیکھا اور ہر دفعہ اس پر جھپٹا اور اس کا گلا گھونٹ ہی ڈالتا اگر زبردستی چھڑایا نہ جاتا۔ جانور کی طرف سے ایسی شدید عداوت کے سبب یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ آبری کے قتل کے منکیر کی کچھ شرکت ہے۔

چارلس پنجم نے ان باتوں سے مطلع ہو کر اس کے صداقت کی نسبت اپنا اطمینان کرنا چاہا۔ اس نے کتے اور منکیر کو اپنے سامنے بلایا اور دیکھا کہ وہ جانور پھر اپنے دشمن پر جھپٹا۔ بادشاہ نے منکیر سے سوالات پوچھے لیکن اس نے آبری کے قتل میں کسی طرح شریک ہونے کا اقرار نہ کیا۔

چونکہ بادشاہ کے دل پر یہ بات خوب نقش ہو گئی تھی کہ کتے کی یہ حرکت منکیر کے کسی فعل مجرمانہ پر مبنی ہے اس واسطہ حکم دیا کہ اس افسر اور اس کے بے زبان مدعی مین ایک کشتی ہو۔ یہ مشہور لڑائی تمام دربار کے روبرو ہوئی۔ بادشاہ نے منکیر کو اجازت دی کہ ایک مضبوط ڈنڈا ہاتھ میں لے لے اور دوسرے کے واسطہ یہ پناہ تجویز ہوئی کہ جب وہ سخت تنگ آجائے تو ایک خالی پائپ میں گھس جائے۔

مبارز (میدان میں) آئے۔ کتا اپنی حالت اور کام سے بخوبی آگاہ معلوم ہوتا تھا تھوڑی دیر تک تو وہ چالاکی سے منکیر کے گرد اچھلتا کودتا رہا اور پھر ایک جست میں اس کا گلا ایسے مضبوط طور پر جا دبوچا کہ وہ چھڑا نہ سکا۔ اگر وہ دہائی نہ دیتا اور جرم

کا اقرار نہ ہوتا تو گلا گھونٹ کر مر جاتا۔ وہ صرف اس غرض سے کتے کے تیز دانتوں سے چھڑایا گیا کہ قانون کے ہاتھوں ہلاک کیا جائے۔

## بڈھا گرم نامی کتا:

اضلاع قطبیہ میں جو کتے برف پر گاڑیاں کھینچے ہیں وہ بڑے سیانے اور اپنے مالکوں کے ساتھ وفادار ہوتے ہیں۔ واقع میں ان کی زندگی انہیں پر منحصر ہے۔ ایک مشہور سیاح سے جو کہ اپنے جہاز میں برف پر جاڑا کاٹ رہا تھا اس قبیل کے ایک کتے کی نسبت یہ بیان ہے۔

ہماری چھوٹی سی جماعت میں پریشانی گذر رہی ہے۔ بڈھا گرم غائب ہے اور ایک دن سے زیادہ گزر گیا ہے کہ غائب ہے۔ جب سے نیوفاؤنڈلینڈ کی نسل کا میرا بڑا کتا سر برس مرا ہے یہی ہمارے مختصر سے تازی خان کا بڑا بوڑھا تھا۔

بڈھا گرم ایک شخص تھا کہ شاید اعلیٰ درجہ کی مخلوق میں پایا جائے۔ پکا مکار اور زمانہ ساز وہ اپنی خوشامدی دم اس طرح ہلاتا تھا کہ ہر متنفس کو اپنے اوپر مہربان تو کر لیتا مگر کسی سے اعزاز حاصل نہ کرتا۔ تمام بچے ہوئے لقمے یعنی مسکوٹ گھر کے بچے کچھ نعمتیں بڈھی گرم کے جبڑوں میں سے گزرتی تھیں۔ جو شے اس کو دی جاتی وہ اس سے کبھی انکار نہ کرتا یا جس چیز تک اس کی رسائی ہو سکتی اس سے کبھی باز نہ رہتا گو لوٹ اور بخشش کی کیسی ہی افراط ہوتی وہ سیر کبھی نہ ہوتا۔

گرم بہت بڈھا کتا تھا۔ اس کے دانت خبر دیتے تھے کہ بہت جاڑے دیکھ چکا ہے۔ اس کے اعضاء جو کہ کسی زمانہ میں بڑی گاڑی کھینچنے والے تھے اب ان پر سے

اور چکر قسم کے ابھار ہو جاتے ہیں۔ جب کبھی سفر کے واسطے کتوں پر ساز ڈالا جاتا تو بڈھا گرم ضروری غائب ہو جاتا تھا اور ایک دفعہ جو وہ ایک اترے ہوئے پیپے میں چھپا ہوا پکڑا گیا تو یکا یک لنگڑا کر چلنے لگا۔ تعجب ہے کہ اس کے بعد سوا اس وقت کے جب کتے اسے چھوڑ کر گاڑیاں کھینچے لے جاتے وہ ہمیشہ لنگڑا تا رہا۔

گرم کو سردی ناموافق تھی لیکن ہمارے صحن جہاز مس جو کمرہ تھا اس کے دروازہ پر برابر صبر کے ساتھ تکتے رہنے اور وقت پر دم ہلا دینے سے آخر کو وہ اندر آنے کا مستحق ہو لیا۔ کئی ہفتہ تک میرے سبل کی کھال کی کرتی اس کا من بھاتا بستر رہی۔

کسی متنفن سے وہ اپنی دم ہلا کر کیسی محبت ظاہر کرتا (لیکن) جب جاڑے کی سردی اور تاریکی شروع ہو جاتی تو وہ برف پر اس کے ساتھ کبھی تو جاتا ہی نہیں۔

نوٹ: یہ انگریزوں کے کتوں کے واقعات محض کتوں کے کوائف ذکر کئے گئے ہیں صرف کتے کی عادات کا اظہار مطلوب ہے اور بس اس سے نتیجہ نکالنا قاری کے اپنے خیال وتصور پر ہے جس طرح چاہے۔

## غیرت مند کتا:

روح البیان میں ہے حارث بن صمعمہ کے چند دوست تھے وہ ان سے کبھی جدائی گوارا نہیں کرتا تھا ان کی محبت میں جان دینے کو تیار ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ انہیں کہیں سیر وتفریح کے لئے لے گیا اس کا ایک دوست رات کو چوری چھپے اس کے گھر پہنچ کر اس کی عورت کے ہاں پہنچ گیا اس کی عورت نے اسے کھلایا پلایا پھر دونوں ایک بستر پر لیٹ گئے۔ حارث کے گھر ایک کتا تھا اس نے غیرت سے دونوں پر حملہ کر کے

دونوں کو مار ڈالا جب حارث واپس گھر لوٹا تو دونوں کو مرا ہوا دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

وما زال يرعى ذمتي ويحوطني
ويحفظ عرسي والخليل يخون
فياعجبا للخليل تحليل حرمتي
وياعجبا للكلب كيف يصون

ترجمہ: میرا کتا میری نگرانی کرتا ہے اور ہر وقت مجھے گھیرے رہتا اور میری زوجہ کی بھی حفاظت کرتا لیکن افسوس کہ میرا دوست میری خیانت کرتا رہا ایسے بد بخت دوست کا افسوس کہ جس نے میری عزت پر حملہ کیا اور کتے کو شاباش کہ وہ میری عزت کا محافظ ہوا۔

**مالک سے ہمدردی:**

عجائب المخلوقات میں ہے کہ اصفہان میں کسی نے کسی کو قتل کر کے کنوئیں میں ڈال کر اسے مٹی سے پر کر دیا۔ مقتول کا ایک کتا تھا وہ اس کیفیت کو دیکھتا رہا پھر روزانہ اسی کنوئیں پر آ کر مٹی کو ہٹاتا اور لوگوں کو اندر والے کی طرف اشارہ کرتا اور جوں ہی قاتل کو دیکھتا تو اس پر حملہ آور ہو جاتا۔ لوگوں نے جب اس کی بار بار یہی حرکت دیکھی تو لوگوں نے کنوئیں کو کھودا اس سے مقتول ملا۔ کتے کے اشارہ پر اسی قاتل کو گرفتار کیا گیا اس سے پوچھا تو اس نے قتل کا اعتراف کیا اسے بدلہ کے طور پر

قتل کیا گیا۔ ایسے بدبختوں کے بارے میں مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ؎

در لباسی دوستی ساز گارند دشمنی

حسب الامکان واجبت ازکید ایشان اجتناب

شکل ایشاں شکل انساں فعل ایشاں فعل سباع

ہم ذیاب فی ثیاب اور ثیاب فی ذیاب

ترجمہ: دوستی کے رنگ میں دشمنی کرتے ہیں حتی الامکان ایسے لوگوں سے دور رہنا ضروری ہے ان کی ظاہری شکل تو انسانوں کی ہوتی ہے۔ لیکن وہ درحقیقت بھیڑیئے ہوتے ہیں سچ ہے کہ ایسے لوگ بھیڑیئے ہیں کپڑوں میں چھپے ہوئے یا کپڑے ہیں بھیڑیوں میں۔ (روح البیان)

## شیخین رضی اللہ عنہما کا محب کتا

ایک شخص مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے آرہا تا تو کتے نے اسے کاٹا۔ اس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے کتے کو بلوا کر پوچھا کہ تو نے اسے کیوں کاٹا ہے۔ عرض کی یہ شیخین (سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما) سے بغض رکھتا ہے۔ (جامع المعجزات ملخصا)

فائدہ: شیخین رضی اللہ عنہم اس طرح ہر صحابی واہلبیت کے ہر فرد سے بغض رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ مخلوق کا مبغوض ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھائی کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ یہ دنیوی سزا ہے آخرت میں جو انہیں عذاب ہوگا وہ سخت سے سخت تر ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام اہلبیت عظام کی محبت کی توفیق بخشے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

نسبت سے پیار:

اہلسنت کا شعار ہے کہ نسبت سے بڑا پیار ہے اسی لئے وہ نبی پاک ﷺ کی ہر نسبت پر جان سے نثار ہیں یہاں تک کہ مدینہ پاک اور وہاں کے کتوں سے بھی بلکہ بعض خوش قسمت تو خود سگانِ مدینہ کہلانے کو فخر سمجھتے ہیں۔ اس نسبت کے پیار پر منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کو انکار ہے فقیر نے ان کے رد میں دو رسالے لکھے ہیں ''نسبت بسکت'' اور ''سگ مدینہ کہلانا کیسا''۔

یہاں چند نمونے عرض کرتا ہوں کہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے فخریہ طور پر مدینہ پاک کے کتوں سے نیازمندی کا اظہار کرتے تھے۔

## عشاقان اور سگانِ طیبہ

وہ عاشقانِ زار جنہوں نے سگانِ طیبہ سے اظہار محبت وعقیدت فرمایا۔

### (۱) پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے متعلق مدینہ منورہ کے ادب اور بالخصوص سگانِ طیبہ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے بے پناہ جذبہ کا صحیح واقعہ احرار کے مولوی عطاء اللہ بخاری نے بروایت چشم دید مولوی داؤد غزنوی وہابی غیر مقلد اکثر مرتبہ جلسہ عام میں سنایا اور کہا کہ ''عشق مصطفیٰ ﷺ پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھو''۔ مولوی داؤد غزنوی نے اپنا چشم دید واقعہ حضرت بخاری صاحب کو سنایا کہ مدینہ باب الاسلام کی طرف کتے سرنگوں

پڑے ہوئے تھے کسی نے ایک کتے کی ٹانگ پر لاٹھی دے ماری اور کتا چیختا چلاتا لنگڑاتا ہوا جا رہا کہ اچانک پیر صاحب آ نکلے۔ اور آپ نے بے ساختہ فوراً کتے کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھایا اور اس شخص سے ناراضگی میں فرمایا او ظالم یہ نہ دیکھا کہ یہ سگانِ مدینہ میں سے ہے۔ آپ نے اپنے عمامہ میں سے ایک ٹکڑا اس چوٹ پر باندھا اور بازار سے مٹھائی منگوائی اور اسے اپنے ہاتھ سے کھلائی۔ (رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ) (حالات جماعت علی شاہ محدث علی پوری) مزید ملاحظہ ہو۔

## آدابِ مدینہ:

آپ کی زندگی کا نصب العین عشقِ مصطفیٰ ﷺ رہا۔ آپ مدینہ شریف کے شجر حجر چرند پرند اور خاک وغبار کی بھی عزت کرتے تھے۔ آپ مدینہ منورہ کی مہندی پاؤں پر لگانے سے منع کرتے۔ آپ نے تمام عمر مدینہ منورہ کا دانہ پانی کھایا۔ آپ نے تقریباً (۶۲) مرتبہ حج بیت اللہ شریف وزیارتِ مدینہ منورہ کا شرف حاصل کیا۔ مدینہ شریف سے واپسی پر اجناس گندم، چاول، دالیں، چینی وغیرہ اشیاء لے کر آتے اور مدینہ منورہ کی صراحی میں پانی بھر لاتے اور چیزیں ان میں ملاتے رہتے ختم نہ ہونے دیتے۔ اس طرح تمام زندگی مدینہ منورہ ہی کا کھایا پیا۔ مدینہ منورہ کی خاکِ پاک کی محبت وعشق کا غلبہ اس قدر تھا کہ آپ نے مدینہ منورہ سے پھل دار پودے انار لیموں وغیرہ گملوں میں اپنے ہمراہ لا کر اپنے شہر علی پور شریف کی سرزمین کو مدینہ منورہ کے آب وگل کے خمیر کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔

اس طرح کے بے شمار واقعات حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کے واقعات میں ہیں۔ تفصیل ان کی سوانح عمری میں پڑھیے۔

## ۲) شیخ سعدی قدس سرہ:

بارگاہِ رسالت التحیۃ والثناء میں عرض کرتے ہیں۔ ؎

چہ کند سعدی مسکین کہ صد جان
سازیم فدائے سگِ دربان محمد

ترجمہ: سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ایک جان کیا ہے سو جانیں ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان کے کتے پر واردوں۔

شرح: ناظرین غور فرمائیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک جان پر راضی نہیں بلکہ دوصد (۲۰۰) یعنی ان گنت جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتے پر نہیں بلکہ آپ کے دربان کے پر۔ اتنا بہت بڑی دور کی نسبت اور بہت بڑی قربانی۔ یہ سب کچھ محبت وعشق ہے۔

## ۳) خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا۔ ؎

ہے تیڈے دردے کتیاں نل ادب

ترجمہ: اے شاہ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دروازہ پاک کے کتوں کا بھی ہمیں ادب ہے۔

## ۴) عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت نورالدین علامہ عبدالرحمٰن عارف جامی قدس سرہ درسی کتاب شرح

جامی کے علاوہ بیسیوں کتابوں کے مصنف ہیں فرماتے ہیں:

(۱) سگ تو دوش بجامی فغاں کناں می گفت

خموش باش کہ از نالہ ات بدرد سریم

ترجمہ: اے محبوب مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ سب جامی آپ کے حضور میں آہ وفغاں کررہا تھا کہ آپ کے درِ اقدس کا کتا کہتا تھا کہ خاموش ہو جا اس لئے کہ تیرے شور وفغاں اور آہ ونالہ سے میرے سر میں درد ہوتا ہے۔

شرح: شعر کی نزاکت دیکھئے کہ عاشق کہتا ہے جب میں اپنی درد بھری فریاد اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں تو آپ کے دروازے کے کتے ایسے نازک مزاج ہیں کہ وہ میری آہ سن کر مجھ سے فرماتے ہیں۔ اے جامؔی! خاموش رہ کہ تیری آہ فریاد سے ہمارے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے۔

(۲) من کیتم دے دوستی زنم

کمیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

ترجمہ: میں کون ہوں جو آپ سے دوستی کا دم بھروں، آپ کے دروازہ کے کتوں میں سے ایک ادنیٰ سگ ہوں۔

(۳) اور فرمایا۔

سگت راکاش جامی نام بودے

گاہے گاہے برزبانت نام رفتہ بودے

ترجمہ: کاش! آپ کے کسی کتے کا نام جامی ہوتا۔ کبھی تو آپ کی زبان اقدس سے

میرانام آجاتا۔

## ۵) حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ:

مولانا محمد برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح شرح عقائد نے اپنی تصنیف ''غوث اعظم'' میں لکھا کہ!

ایک دفعہ حضرت شہباز طریقت جلال نکاتِ حقیقت مورد عنایت ربانی مداح غوث صمدانی حضرت خواجہ خواجگان محمد سلیمان تونسوی روح اللہ روحہ (افاض علینا فتوحہ) کے حضور کسی مرید نے یہ مصرعہ پڑھا ۔

بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ذوق شوق سے فرمانے لگے کہ میاں تم ایسا پڑھتے ہو لیکن ہم تو یہ اعتقاد رکھتے اور یوں پڑھا کرتے ہیں ۔

بر پیراں شرف دارد سگ درگاہِ جیلانی

## ۶) حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ:

سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے قلمی دستخط جو انہوں نے حاشیہ عضدی کے آخری صفحہ پر تحریر فرمائے وہ یہ ہے العبد العاطی کلب القادر یہ عبدالحق بن سیف الدین الدہلوی البخاری مختصر کیفیت دستخط بر حاشیہ بر عضدی۔ اس کی فوٹو کاپی فقیر کو مولانا تاج محمد صاحب نے پشاور سے بھجوائی تھی وہ فقیر کے ہاں محفوظ ہے۔

**۷) حضرت مولانا قدسی رحمۃ اللہ علیہ:** نے کچھ آگے بڑھ کر کہا چنانچہ اپنے قصیدہ میں لکھا ۔

نسبت بسگت کر دم و بس منفعلم

زانکہ نسبت کوئے تو شد بے ادبی

ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو آپ کے کتوں سے منسوب کیا ہے یہ میری غلطی ہے۔ کیونکہ آپ کے کتوں کی بے ادبی ہے کہ میرے جیسے ان سے منسوب ہوں۔

شرح: اس میں بہت زیادہ نزاکت ہے بایں معنی کہ سرکار کریم ﷺ اتنا ذی قدر ہیں کہ ہمارے جیسوں کا آپ کے سگانِ درگاہ سے منسوب ہونا ان کے سگانِ درگاہ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

## ۸) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ:

آپ نے کہا جو اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے کہا آپ اپنی تصانیف کے آخر میں لکھتے ہیں۔

احد کلابِ الباب النبی احمد رضا الخ۔ احمد رضا بابِ نبوی ﷺ کا ایک کتا اور حدائق بخشش میں درجنوں مقامات پر سگِ مدینہ کے لئے فرمایا۔

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضاؔ

ان سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

شرح: اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عقیدت ملاحظہ ہو کہ محبوب خدا ﷺ کے سگانِ کو کے لئے اپنی جان کا تحفہ و نذرانہ پیش کرنے کو تیار ہیں۔ بلکہ یہ نذرانہ پیش نہ کر سکتے تو اس پر حسرت کا اظہار فرمایا۔

رضاؔ کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے

تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

اور فرمایا۔

خوف ہے سمع خراشئ سگِ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالہ وافغاں ہم کو

اور فرمایا۔

سگ کوئے نبی ویک ہے
من وتاشیر حشر جان نثار یہا

کوئے نبی ﷺ کی اک نگاہ چاہیے میں تا حشر اس پر جان چھڑکتا ہوں۔

اور فرمایا

تجھ سے دردر سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے گا پٹہ تیرا

بلکہ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے حضور میں یوں اظہار عقیدت فرمایا۔

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسان عرب

انتباہ: ان نسبتوں کا علم اسے ہے جس میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جو دل میں اس عشق سے محروم ہے وہ اس کی قدر کیا جانے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ تو ایک قیمتی جوہر ہے جو کسی خوش نصیب کو نصیب ہوتا ہے۔ اب مجازی عشق کا حال دیکھئے۔

مواہب لدنیہ شریف میں ہے۔

رای المجنون فی البیداء کلبا
فجوالیہ الاحسان دملا
فلاموہ علی ماکان منہ
وقالولم منحت الکلب نیلا
قال دعوا الملام فان عینی
راتہ مرۃ فی می لیلا

ترجمہ: جنگل میں مجنوں نے کتا دیکھا تو اس کی خاطر مدارت کی لوگوں نے ملامت کی کہ کتے سے اتنا بڑا سلوک کیوں۔ فرمایا: یارو ملامت نہ کرو میں نے اسے لیلیٰ کی گلی میں دیکھا تھا۔

فائدہ: غور فرمایئے کہ مجازی عشق نے ایک معمولی سی نسبت کہ صرف ایک دفعہ گلی میں دیکھا تو اب وہ بھی پیارا ہے اگر یہ عشق صحیح ہو تو رنگ لاتا ہے۔

## ﴿خاتمہ﴾

## ﴿بے ادبی اور گستاخی کی نحوست اور دارین میں ذلت﴾

کتا رذیل ترین جانور سہی لیکن ادب سے وہ مرتبہ پایا کہ بڑے سے بڑے زاہد کو بھی اتنا امید نہیں جیسے کتے کے بارے میں قرآن مجید میں تصریح کی گئی ہے کل قیامت میں دیکھنا کہ بے شمار حاجی، مولوی، بڑے دین کے ٹھیکیدار اور زاہد عبادت

گزار جہنم رسید ہوں گے اور بعض باادب جانور بالخصوص کتے اصحابِ کہف کو بلعم باعوراء کے انسانی ڈھانچہ سے سنوار کر جنت میں لیجایا جائے گا۔ (روح البیان)

دوسری طرف یہ بھی یقین ہو کہ بے ادب کتنا ہی رفیع القدر ہو وہ ملعون اور جہنم کا ایندھن مثلاً شیطان ''ابلیس'' نے لاکھوں سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک قول کے مطابق شیطان نے چھ لاکھ سال عبادت کی اور وہ صرف ایک بے ادبی کی وجہ سے چھ لاکھ سال عبادت ضائع کر بیٹھا اور وہ بے ادبی تھی۔ خلیفۃ اللہ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنا۔ ابلیس کا وہ مقام تھا کہ ملائکہ جھولا جھلاتے یا یہ وقت آگیا کہ ہر وقت لعنت اور پھٹکار اور وہ بھی نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی۔ شیطان ابلیس سے یہ سزا خاص نہیں بلکہ اب بھی جو بھی بے ادبی کرے گا اس کا حال بھی وہی ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تنبیہ کی ہے:

**ولا تجهرواله بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون**

ترجمہ: خبردار کہیں میرے حبیب ﷺ کی آواز سے آواز اونچی (بے ادبی) نہ کر بیٹھنا ورنہ تمہاری ساری نیکیاں ملیامیٹ کردی جائیں گی۔

## بے ادب اور گستاخی کے چند واقعات ملاحظہ ہوں:

(۱) دمشق میں ایک عالم فاضل محدث جو کہ حدیث پاک پڑھایا کرتا تھا اس کی خدمت میں ایک طالب علم حدیث پاک پڑھنے کے لئے حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ استاذ ہر وقت چہرہ کے سامنے پردہ رکھتا ہے کبھی اپنا چہرہ نہ دکھایا۔ جب کچھ عرصہ

گذرا تو اس طالب علم کو تعجب ہوا کہ یہ استاذ (محدث) ہر وقت چہرہ پر نقاب رکھتا ہے۔ زیارت کے لئے اصرار کیا تو محدث نے نقاب الٹ دیا۔ طالب علم نے دیکھا: **فرای وجهه وجه حمار**۔ اس استاذ کا چہرہ گدھے جیسا ہے۔ سبب پوچھنے پر استاذ نے بتایا کہ جب میں نے یہ حدیث پڑھی۔

**اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الامام ان یحول الله راسه رأس حمار۔**

یعنی وہ شخص جو امام سے پہلے (رکوع سے) سر اٹھا لے وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ گدھے جیسا کر دے۔ میں نے یہ حدیث پاک پڑھ کر کہا کب ایسا ہوتا ہے۔ میں کر کے دیکھتا ہوں اور جب میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو قصداً رکوع سے امام سے پہلے سر اٹھا لیا اس دن سے میرا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا۔ (اس لئے چھپائے رکھتا ہوں)۔ (حواشی مشکوۃ)

**انتباہ:** یہ عملی گستاخی کا حال یہ نا معلوم اعتقادی گستاخی کے عذاب و وبال کا کیا حال ہو گا۔ ہمارے دور میں اعتقادی گستاخ بہت زیادہ ہیں۔ بالخصوص نبی پاک ﷺ کے بے ادبوں کی ہے۔

غور فرمایئے! جب معمولی پر گرفت ہے تو نبی پاک ﷺ کی عظمت کے سامنے کسی امام کسی ولی، غوث کسی استاذ کسی محدث کی وقعت ہی کیا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا محدث کا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا۔ اے میرے بھائی بے ادبی سے بچ اور ہمیشہ باادب رہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ادبی سے بچائے۔ (آمین)

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وزغہ (گرگٹ) کو ایک چوٹ میں مارے اس کے لئے سونیکی لکھی جاتی ہے اور دوسری چوٹ میں مارنے والے کو اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے والے کو اس سے کم۔ (مسلم شریف) اور جب پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ گرگٹ کو یہ سزا کس وجہ سے ملی تو فرمایا "کان ینفخ علیٰ ابراهیم"۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ)

یعنی جب نمرودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے آگ جلائی تو یہ گرگٹ آگ بھڑکانے کے لئے پھونکیں مارتا تھا اس بے ادبی کی وجہ سے اس کو یہ سزا ملی کہ جو اسے ایک چوٹ سے مارے سونیکی حاصل کرے۔

سچ فرمایا مولانا عارف رومی قدس سرہ نے ؎

بے ادب نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش بر آفاق زد

قابل غور بات ہے کہ ایک غیر مکلف کو اتنی سی بے ادبی پر یہ سزا ملی کہ اس کی ساری نسل ہی اس وبال کی زد میں آگئی تو جو مکلف (جن وانسان) بے ادبی کرے۔ اس کی کیا سزا ہوگی۔

## ﴿گستاخانِ اولیاء پر نحوست﴾

### چند نمونے اولیاء کے گستاخوں کے بھی ملاحظہ ہوں:

(۱) خواجہ خواجگان سیدنا خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ لیٹے ہوئے تھے کہ ایک منچلہ آیا اس نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک پر پاؤں رکھا اور آگے گزر گیا۔ کسی خادم نے کہا ارے یہ تو نے کیا کی اوہ بولا کیا ہوا۔ خادم نے فرمایا یہ حضرت خواجہ بسطامی

ہیں۔اس نے کہا خواجہ بسطامی ہیں تو پھر کیا ہوا۔ازاں بعد اس بے ادبی کرنے والے کا آخری وقت آیا تو اس کا وہ پاؤں سیاہ ہو گیا اور اس حالت میں مر گیا اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس کی اولاد میں سے جس کسی کا آخری وقت آتا اس کا پاؤں سیاہ ہو جاتا۔

## ﴿رونق المجالس﴾

فائدہ: اس طرح جس بد بخت نے غزوہ احد میں نبی پاک ﷺ کے دانت مبارک زخمی کیے وہ خود بھی پھدا ہو گیا اور اس کی نسل سے جتنے پیدا ہوتے پھدے ہوتے۔

(۲) مولوی ابو بکر (غزنوی) نے لکھا کہ میرے دادا مولانا عبدالجبار غزنوی نے امرتسر میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا ایک طالب علم اہلحدیث (غیر مقلد وہابی) اس مدرسہ میں پڑھتا تھا اور مسجد تیلیانوالی میں خطیب بھی تھا۔ایک دن اس نے دوران تعلیم کہا کہ میں امام ابو حنیفہ سے بہتر ہوں کیونکہ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں (یہ اس کا بہتان ہے ورنہ آپ جیسا تبحر محدث کوئی نہ ہوگا۔اویسی غفرلہ۔ تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کا رسالہ، امام ابو حنیفہ اور علم الحدیث) اور مجھے اس سے زیادہ یاد ہیں۔ جب مولانا عبدالجبار کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس عبدالعلی کو میرے مدرسہ سے نکال دیا جائے وہ عنقریب مرتد ہو جائے گا۔اس کو مدرسہ غزنویہ سے خارج کر دیا گیا اور پھر ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ وہ قادیانی ہو گیا پھر اس کو مسجد والوں نے بھی ذلیل کر کے نکال دیا پھر کسی نے مولانا عبدالجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا۔یہ سن کر فرمایا جب میں نے اس عبدالعلی کی یہ بے ادبی والی بات سنی تو میرے سامنے بخاری شریف کی حدیث پاک آ گئی ''من

عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب" (اوکما قال) یعنی جس کسی نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی میری طرف سے اس کے لئے اعلانِ جنگ ہے اور میری نظر میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اس لئے ان کی شان میں بے ادبی کرنے والے کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے۔ (کتاب سیدی وابی، مصنفہ ابوبکر غزنوی)

(۳) سلطان الہند خواجہ خواجگان سیدی غریب نواز سید معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا ایک مرد تھا۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے متعلق بغض تھا۔ جب کبھی کوئی اللہ کا ولی سامنے آتا تو وہ منہ پھیر کر گذر جاتا۔ جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اسے قبر میں اتارا اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا تو فوراً اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا اور بارہا ایسا ہی ہوا۔ لوگ بڑے حیران ہوئے، پھر اچانک ہاتف سے آواز آئی اے بندوں کیوں تکلیف اٹھاتے ہو اسے یوں ہی رہنے دو کیوں کہ یہ ہے جو دنیا میں میرے ولیوں سے منہ پھیر لیا کرتا تھا اور جو شخص میرے ولیوں سے منہ پھیر لے اس سے میرے رحمت بھی منہ پھیر لیتی ہے اور ایسا شخص راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ (دلیل العارفین)

فائدہ: حضرت خواجہ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو شخص ولیوں کی شان میں گستاخی کرے (**يخشى عليه سوء الخاتمة**) اس پر خطرہ ہے کہ اس کا خاتمہ برباد ہو جائے۔ (روض الریاحین)

## ولی اللہ کی گستاخی سے سزا پھر ادب پر انعام

شہر سنجار میں ایک شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔ جب وہ بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا تو وہ ہر قسم کی باتیں کرتا مگر کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا

بار ہا لوگوں نے اسے کلمہ شہادت سنایا مگر وہ کسی طرح کلمہ طیبہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ لوگ پریشان ہو گئے اور پھر حضرت خواجہ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے۔ آپ تشریف لا کر اس مرنے والے کے پاس بیٹھے اور مراقبہ کیا اور جب آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو اس مرنے والے نے کلمہ شہادت پڑھا اور کئی بار پڑھا۔ پھر حضرت خواجہ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چونکہ یہ شخص اولیاء کرام کی شان میں بے ادبی کیا کرتا تھا۔ اس لئے اس کی زبان کو کلمہ شریف پڑھنے سے روک دیا گیا تھا اور جب میں نے مراقبہ کیا اور مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں نے دربار الٰہی میں اس کی طرف سے سفارش کی اور مجھے فرمایا گیا اے پیارے ہم نے تیری سفارش قبول کی لیکن شرط یہ ہے کہ جن میرے ولیوں کی شان میں یہ بے ادبی کیا کرتا تھا وہ بھی راضی ہو جائیں۔ یہ ارشاد سن کر میں حضرت الشریفہ میں داخل ہوا اور جن اولیاء کرام کی شان میں نکتہ چینی کرتا تھا۔ مثلاً حضرت معروف کرخی، خواجہ سری سقطی، خواجہ جنید بغدادی، خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم ان حضرات سے میں نے اس شخص کی طرف سے معافی چاہی تو ان حضرات نے میری سفارش کی وجہ سے اسے معاف کر دیا اور اس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر اس شخص نے بتایا کہ جب میں کلمہ پڑھنا چاہتا تھا ایک سیاہ چیز میری زبان کو پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی میں تیری بدزبانی ہوں میں تجھے کلمہ نہیں پڑھنے دوں گی۔ ازاں بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا اس نے آتے ہی بلا کو دفع کر دیا اور کہا میں اللہ تعالٰی کے ولیوں کی رضا ہوں۔ پھر اس شخص نے بتایا

کہ اب میں زمین و آسمان کے درمیان نورانی گھوڑے دیکھ رہا ہوں جن کے سوار بھی نورانی ہیں۔ سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح۔ اور پھر وہ شخص کلمہ شہادت پڑھتے پڑھتے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (قلائد الجواہر)

## درسِ عبرت:

اے میرے مسلمان بھائیو! بے ادبی سے بچو ورنہ پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ نیز غور کریں کہ اس مرنے والے کی قسمت اچھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ولی خواجہ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ پہنچ گئے اور اس کی قسمت اچھی ہو گئی ورنہ ہر بے ادب گستاخ کے لئے کون آئے گا جو اسے معافی دلا دے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص نے نماز پڑھائی اور اس نے قبلہ رو تھوک دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے اور جب نماز ختم ہوئی تو والی دو جہاں ﷺ نے نمازیوں کو بلایا اور فرمایا آئندہ اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، پھر جب وہ دوسری نماز کے لئے آگے بڑھا تو نمازیوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور اس کے استفسار پر نمازیوں نے بتایا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ وہ دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے؟ شاہ کونین ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے منع کیا ہے اور فرمایا: قد اذیت اللہ و رسولہ۔ (رواہ ابوداؤد و مشکوۃ) یعنی تو نے قبلہ رو تھوک کر اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔

## درسِ عبرت:

جو شخص جہت قبلہ کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے تو نماز سے منع کیا جائے اور جو

شخص کعبہ کے کعبہ حبیب خدا ﷺ کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہونا چاہیے آج کل کا ہر زبان دراز کہہ دیتا ہے کہ ہر ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ سب قرآن ہی پڑھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا تھا کیا وہ قرآن نہیں پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے آمین۔ ہاں ہاں وہ نماز میں قرآن ہی پڑھتا تھا مگر اس کی معمولی سی بے ادبی کی وجہ سے شاہ کونین ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع کر دیا نیز یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے (قال البانی حدیث حسن)۔ (سنن ابوداؤد، جلد نمبر ۱، ص:۱۴۱) اور ترغیب وترہیب میں ہے رواہ ابوداؤد وابن حبان فی صحیحہ اور اس کے حواشی میں ہے صحیح رواہ البزار فی کشف الاستار۔ (جلد:۱، ص:۲۷۳)

نیز اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امام کو نماز پڑھانے سے اس لیے منع کیا" **رای منہ قلۃ الادب** "یعنی بے ادبی کی وجہ سے منع فرمایا۔ نہی کی جگہ نفی کی طرف اس لئے عود فرمایا: کہ" **لا یصلح للامامۃ** "کہ ایسا شخص بے ادبی کہ وجہ سے امامت کے لائق نہیں۔ (مرقاۃ جلد دوم، صفحہ:۲۲۵)

**انتباہ:** جب کعبہ کا بے ادب امامت کے لائق نہیں تو حضور ﷺ کا بے ادب اور آپ کی شان میں بکواس کرنے والا امامت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے وہ لوگ عبر پکڑیں جو بلا تحقیق ہر گستاخ بے ادب کو امام بنا لیتے ہیں۔ مزید دیکھئے فقیر کا رسالہ" **امام حرم اور ھم** "

## گستاخوں اور بے ادبوں سے نفرت و بیزاری

اس موضوع پر فقیر کی مستقل تصنیف ہے۔ بنام "بدمذاہب سے بیزاری" یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں ان کے والد ابو سفیان (بحالتِ کفر) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آئے وہ اپنی بیٹی کو ملنے کے لئے ان کے گھر گئے وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھنے لگے تو ان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر اٹھا لیا۔ باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے اچھا بستر بچھانے کے بیٹی نے بچھا ہوا بستر بھی اٹھا لیا۔ ابوسفیان نے پوچھا بیٹی بتایئے۔ یہ بستر میرے لائق نہیں تھا یا میں اس اس بستر پر بیٹھنے کے قابل نہیں تھا کہ تو نے بستر اٹھا لیا۔ ام المؤمنین نے جواب دیا ہاں یہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اقدس ہے اور تم مشرک ہو اس لئے میں تمہیں کیسے اس بستر پر بٹھاؤں۔

غور فرمایئے! کہ باوجود یہ کہ ابوسفیان یہ جواب سن کر ناراض ہوا۔ لیکن ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے باپ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی اس ادب واحترام سے جو ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز و اکرام تھا۔

### تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ واقعہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو جملہ اغواث اقطاب اور آئمہ مجتہدین جملہ مؤمنین کی ماں ہیں۔ جن کے علم کی برابری کوئی غوث قطب

اور مجتہد وامام نہیں کرسکتا اور یہ برتاؤ بھی ایک عامی آدمی سے نہیں بلکہ باپ کے ساتھ جنہیں شریعت نے مجازی مالک اور قرآن وحدیث میں اس کی تعظیم فرض ہے۔لیکن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عملی طور پر دکھادیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت واحترام کے بالمقابل کچھ بھی نہیں۔

فقیر اویسی غفرلہ اہلِ اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ اگر دل میں نبی پاک ﷺ کی عزت واحترام ہے تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا کردار اپناؤ۔

کیونکہ ؎

محمد کی محبت دین حق کی شرطِ اول ہے
اگر اس میں ہے خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

**تمت بالخیر**

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

**ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ**

بہاول پور پاکستان

۱۲ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

# تصنیفات لطیف

مفسر اعظم پاکستان فیض ملت
حضرت علامہ الحاج مفتی
## ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری

| | | |
|---|---|---|
| روح البیان اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن (12 جلد) | کالج اور لڑکی | امام حرم اور ہم |
| ابوین مصطفیٰ | امام حسین ویزید | المعجزات |
| امیر معاویہ | آداب رسالت کی قدر و منزلت | آداب رسالت کی قدر و منزلت |
| اُوجھڑی کی کراہت | اذان برقبر | آمین آہستہ کہنے کا ثبوت |
| اچھی مائیں | آرام گاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم | آئینہ مودودی |
| اولیاء اللہ کے تصرفات | برکات گیارہویں شریف | آئینہ شیعہ نماز |
| بڑھیا کا بیڑا | بہشتی دروازہ | آئینہ دیوبند |
| بدنگاہی کی تباہی | پڑھا لکھا امی | یزید کے غازی |
| تبلیغی جماعت کے کارنامے | جن اور وہابی | اذان بلال |
| چراغاں کا ثبوت | حق مذہب اہلسنت | بلی کے خواب میں چھچھڑے |
| حاضر و ناظر کا ثبوت | خوابوں کی تعبیر | تعویذات و عملیات اویسی |
| خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم | دلوں کا چین | تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ |
| دیوبندی بریلوی فرق | دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت | معجزہ شق القمر |
| ذکر اویس | ذکر سیرانی | حج کا ساتھی |
| رفع یدین | سیرت سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ | حاضر و ناظر کا ثبوت |
| سیدزادی کا نکاح غیر سید سے | شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم | محراب مسجد بدعت ہے |
| علم حضرت یعقوب علیہ السلام | غم ٹال وظیفے | ختم شریف مع بخشنے کا طریقہ |
| گستاخوں کا برا انجام | مردے سنتے اور جانتے ہیں | شرح حدیث لولاک |
| میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کیوں؟ | معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | سفرنامہ شام و عراق |
| وہابی دیوبندی کی نشانی | غیر مقلدین کی ننگے سر نماز | سلسلہ اویسیہ کے ثبوت کی تحقیق |
| باادب کتے بے ادب وہابی | عرس کیا ہے؟ | بے ادب بے نصیب |

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان